قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

ہفتہ یکم اکتوبر 2022ء | 4/ربیع الاول 1444 ہجری قمری | یکم اخاء 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:211

فرمانِ رسولؐ

میرے بگڑے کام سنوار دے

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ دو سجدوں کے درمیان دعا کیا کرتے تھے کہ رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ وَاجۡبُرۡنِیۡ وَارۡزُقۡنِیۡ وَارۡفَعۡنِیۡ کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ وَاجۡبُرۡنِیۡ اور میرے بگڑے کام سنوار دے اور مجھے رزق عطا فرما اور میرے درجات بلند فرما۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب مایقول بین السجدتین حدیث نمبر 898)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

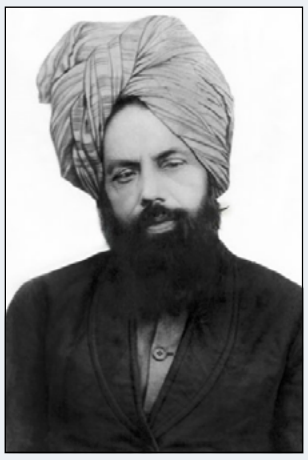

اپنی اصلاح کرے

- خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نہایت خیر خواہی سے کہہ رہا ہوں۔خواہ کوئی میری باتوں کو نیک ظنی سے سنے یا بدظنی سے، مگر مَیں کہوں گا کہ جو شخص مصلح بننا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ پہلے خود روشن ہو اور اپنی اصلاح کرے دیکھو یہ سورج جو روشن ہے پہلے اس نے خود روشنی حاصل کی ہے۔ مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ ہر ایک قوم کے معلم نے یہی تعلیم دی ہے لیکن اب دوسرے پر لاٹھی مارنا آسان ہے لیکن اپنی قربانی دینا مشکل ہو گیا ہے۔ پس جو چاہتا ہے کہ قوم کی اصلاح کرے اور خیر خواہی کرے وہ اس کو اپنی اصلاح سے شروع کرے۔ قدیم زمانے کے رِشی اور اَوتار جنگلوں اور بَنوں میں جا کر اپنی اصلاح کیوں کرتے تھے۔ وہ آجکل کے لیکچراروں کی طرح زبان نہ کھولتے تھے جب تک خود عمل نہ کر لیتے تھے۔ یہی خدا تعالیٰ کے قُرب اور محبت کی راہ ہے۔ جو شخص دل میں کچھ نہیں رکھتا اس کا بیان کرنا پرنالہ کے پانی کی طرح ہے جو جھگڑے پیدا کرتا ہے اور جو نور معرفت اور عمل سے بھر کر بولتا ہے وہ بارش کی طرح ہے جو رحمت سمجھی جاتی ہے …… میری نصیحت پر عمل کرو جو شخص خود زہر کھا چکا ہے وہ دوسروں کی زہر کا کیا علاج کرے گا۔ اگر علاج کرتا ہے تو خود بھی مرے گا اور دوسروں کو بھی ہلاک کرے گا کیونکہ زہر اس میں اثر کر چکا ہے۔ اور اس کے خواص چونکہ قائم نہیں رہے اس لئے اس کا علاج بجائے مفید ہونے کے مضر ہو گا۔غرض جس قدر تفرقہ بڑھتا جاتا ہے اس کا باعث وہی لوگ ہیں جنہوں نے زبانوں کو تیز کرنا ہی سیکھا ہے۔

(ملفوظات جلد 4صفحہ 162 ایڈیشن 1988ء)

- میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے ہی آتی ہے اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی دیکھ نہیں سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دُور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ ایمان، عبادت، طہارت سب کچھ آسمان سے آتا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔

(ملفوظات جلد 4صفحہ 213 جدید ایڈیشن)

ارشاد باری تعالیٰ

فَمَنۡ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِ ظُلۡمِہٖ وَاَصۡلَحَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتُوۡبُ عَلَیۡہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

(المائدہ:40)

ترجمہ: پس جو بھی اپنے ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرے تو یقیناً اللہ اس پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھکے گا۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

جَبَّار کا مطلب اصلاح کرنے والا

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے لفظ جَبَّار کے حوالے سے اس لفظ کی وضاحت خدا تعالیٰ کی ذات کے تعلق میں اور بندے کے تعلق میں کی تھی کہ جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو، اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر استعمال ہو تو اس کا مطلب اصلاح کرنے والا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ دعا بھی اسی وجہ سے سکھائی ہے جو ہر مسلمان نماز پڑھتے ہوئے دو سجدوں کے درمیان پڑھتا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ دو سجدوں کے درمیان دعا کیا کرتے تھے کہ رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ وَاجۡبُرۡنِیۡ وَارۡزُقۡنِیۡ وَارۡفَعۡنِیۡ کہ اے میرے رب! مجھے بخش دے۔ مجھ پر رحم فرما۔ وَاجۡبُرۡنِیۡ اور میرے بگڑے کام سنوار دے اور مجھے رزق عطا فرما اور میرے درجات بلند فرما۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب مایقول بین السجدتین حدیث نمبر 898)

یعنی وَاجۡبُرۡنِیۡ کے حوالے سے میرے روحانی، جسمانی، مادی، جتنے بھی معاملات ہیں ان کی اصلاح فرما اور میرے سب کام اس حوالے سے سنوارتا چلا جا۔ یہ دعا یقیناً اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھائی تا کہ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھیک خدا تعالیٰ سے مانگیں اور اُس حالت سے بچنے کی کوشش کریں جب یہ خدا کو بھولنے والے انسان کو اس لفظ کے ان معانی کا حامل بنا دیتا ہے جس کے نتیجے میں انسان حد سے زیادہ بڑھنے والا، سختی کرنے والا، باغی اور سرکش ہو جاتا ہے۔ اور خاص طور پر نبیوں کی مخالفت کرنے والے اس زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 23 مئی 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- تیری ہر بات ہے سر آنکھوں پر (منظوم)
- ہماری زندگی کی علوم و فنون اور قیمتی خزائن پر مشتمل دیگر کُجیاں
- جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
- دلچسپ و مفید واقعات و حکایات بیان فرمودہ حضرت مصلح موعودؓ
- سو سال قبل کا الفضل
- مسجد بیت الفتوح Kenge کی تقریب افتتاح

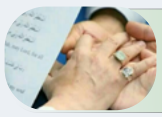

دربارِ خلافت

سنگاپور میں امام جماعت احمدیہ کے خطاب پر مہمانوں کے تاثرات

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

سنگاپور کی اس reception میں وہاں کے ایک مہمان Mr.Lee Koon Choy بھی تھے۔ یہ 29 سال تک آٹھ ممالک میں سنگاپور کے سفیر اور ہائی کمشنر رہ چکے ہیں۔ ممبر آف پارلیمنٹ تھے۔ سینئر منسٹر آف سٹیٹ رہ چکے ہیں اور سنگاپور کے بانیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں ساٹھ کی دہائی میں مصر میں سفیر تھا اُس وقت مصر کے اور سارے عرب کے حالات بہت اچھے تھے، امن قائم تھا لیکن اب گزشتہ سالوں سے عرب ممالک میں امن برباد ہو گیا ہے اور اسلام کا ایک غلط تأثر پیش کیا جا رہا ہے۔ کہنے لگے: لیکن مجھے اس بات سے خوشی ہے اور میں اس بات کو سراہتا ہوں کہ احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ دنیا کے سامنے حقیقی اور پُرامن اسلام کا نام روشن کر رہے ہیں اور پیغام دے رہے ہیں۔ یہ ابھی بھی باوجودیکہ ریٹائر ہو چکے ہیں، سنگاپور کے ایسے لوگوں میں سے ہیں جن کی وہاں کا ہر شخص بڑی عزت اور احترام کرتا ہے۔

اسی طرح Indonesian Mosque Council's Muslimah Talent Department کے ہیڈ اور سٹیٹ اسلامی یونیورسٹی جکارتہ میں ویمن سٹڈی سینٹر کے ہیڈ اور لیکچرر Mr Ida Rosyidah نے میرا خطاب سننے کے بعد کہا کہ جماعت کو چاہئے کہ وہ ترقی یافتہ ممالک کے علوم وفنون، ترقی پذیر ممالک میں لے کر جائے اور اس طرح یہ عالمی ناانصافی اور غربت سے لڑنے کے لئے سب کی رہنما جماعت بنے۔ یہاں جو میرا لیکچر تھا وہ دنیا کی اقتصادی حالت اور اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے کے موضوع پر تھا۔ تو اس بات پر انہوں نے اپنی بات کو آگے بڑھایا۔ کہتے ہیں آج دنیا کی کسی بھی تنظیم کے پاس اس قسم کا نظام اور قیادت نہیں ہے جو جماعت احمدیہ کے پاس ہے۔ آج جماعت احمدیہ ہی اسلام کا صحیح نمونہ ہے۔ اور یہ وہاں کی اسلامی یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔ پھر تاسک ملایا میں یوتھ موومنٹ کے ایک ممبر ہیں، وہ خطاب کے بعد کہنے لگے کہ یہ تمام انڈونیشین لوگوں تک پہنچنا چاہئے تا کہ وہ امن اور ہم آہنگی پر مشتمل اسلامی تعلیمات کو سمجھ سکیں۔ پھر ایک Mr Kunto Sofianto صاحب ہیں۔ یہ پی ایچ ڈی ہیں۔ انڈونیشیا میں یونیورسٹی پروفیسر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ انڈونیشیا کے وہ لوگ جو احمدیوں کے مخالف ہیں وہ خلیفة المسیح سے ملیں اور ان کی باتیں سنیں تا کہ اُن کے دل کھلیں۔ آج صرف جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہی ہیں جو اسلام کو امن پسند مذہب کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ پھر انڈونیشین اخبار ٹریبیون جابار (Tribune Jabar) کے جرنلسٹ جو احمدیت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خلیفة المسیح نے انسانیت، انصاف اور امن پر مبنی اقتصادی نظام کے بارے میں جو تعلیمات بیان کی ہیں اس نے مجھ پر گہرا اثر کیا ہے۔

ایک انگریز نوجوان سنگاپور میں گزشتہ تائیس سال سے مقیم ہیں اور وہاں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہیں ایک کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے پروگرام میں شامل ہونے کا ارادہ کیا تو میری کمپنی والوں نے مجھے روکا کہ اس پروگرام میں شامل نہیں ہونا۔ دو تین بار روکا۔ ہو سکتا ہے یہ کسی مسلمان کی ہو۔ کہتے ہیں مجھے یہ بھی کہا کہ تمہیں فارغ کر دیں گے۔ لیکن اس کے باوجود میں شامل ہوا۔ پھر اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ میں پہلے سے مسلمان ہوں لیکن اسلام کی جو سچی اور حقیقی تعلیم آج سنی ہے وہ زندگی میں پہلی بار سنی ہے اور اسلام کی یہ تصویر پہلی مرتبہ دیکھی ہے۔ بلکہ اس بات پر بھی مائل تھے کہ اسلام احمدیت کے بارے میں مزید معلومات لوں گا تا کہ مجھے صحیح اسلام کا پتہ لگ سکے اور میں جماعت میں شامل بھی ہونا چاہوں گا اور جب یہاں یو کے آؤں گا تو ملوں گا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کرے۔ اللہ ان کا سینہ کھولے۔ فلپائن سے بھی کچھ لوگ آئے ہوئے تھے۔ اُس کی یونیورسٹی میں ایشین اور اسلامک سٹڈی کے پروفیسر نے یہ اظہار کیا۔ پہلے تو انہوں نے شکریہ ادا کیا کہ ان کو یہاں بلایا گیا، آنے کا موقع دیا گیا، ملاقات ہوئی۔ اور پھر کہتے ہیں کہ جو باتیں ہوئیں (میرے ساتھ بیٹھ کے ان کی کافی باتیں ہوئیں) اُن سے یہی اندازہ لگایا ہے کہ جماعت احمدیہ ہی ہے جو مسلمانوں کو اکٹھا کر سکتی ہے اور میرا کہا کہ انہوں نے اکٹھا کرنے کا جو طریق بتایا ہے یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور قرآنِ کریم کی جو حقیقی تعلیم ہے اُس کی طرف واپس چلے جائیں۔ اسی طرح فلپائن کے ایک سیکرٹری ایجوکیشن رہ چکے ہیں، یہ مسلمان ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جماعت احمدیہ کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ جماعت غالب آنے والی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں پر ظلم ہوتا تھا آج اسی طرح جماعت احمدیہ پر ظلم ہو رہا ہے۔ جس طرح اسلام کو پہلے زمانے میں فتح حاصل ہوئی اُسی طرح آج جماعت احمدیہ کو بھی فتح حاصل ہو گی جو کہ یقینی ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں۔ احمدیت کو جب عظیم الشان فتح حاصل ہو گی تو ہم بھی اُس میں شامل ہوں گے۔ ان میں سے بعض دل سے تقریباً احمدی ہوئے ہوئے ہیں صرف بعض تنظیمیں وہاں ایسی ہیں جن کا اُن کو خوف ہے۔ یہاں جو مختلف پروگرام تھے ان میں سے اصل پروگرام یہی سنگاپور کی reception کا تھا، باقی تو جمعہ تھا اور ملاقاتیں تھیں۔ بہرحال اس کے بعد آسٹریلیا کا دورہ شروع ہوا۔

(خطبہ جمعہ 15/ نومبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

تیری ہر بات ہے سر آنکھوں پر

مجھ سے اونچا ترا قد ہے، حد ہے
پھر بھی سینے میں حسد ہے، حد ہے

میرے تو لفظ بھی کوڑی کے نہیں
تیرا نقطہ بھی سند ہے، حد ہے

تیری ہر بات ہے سر آنکھوں پر
میری ہر بات ہی رد ہے، حد ہے

عشق میری ہی تمنا تو نہیں
تیری نیت بھی تو بد ہے، حد ہے

زندگی کو ہے ضرورت میری
اور ضرورت بھی اشد ہے، حد ہے

بے تحاشہ ہیں ستارے لیکن
چاند بس ایک عدد ہے، حد ہے

اشک آنکھوں سے یہ کہہ کر نکلا
یہ ترے ضبط کی حد ہے حد ہے

شاعری پر ہے وہ اب تک غالب
نام میں جس کے اسد ہے حد ہے

روک سکتے ہو تو روکو جاذل
یہ جو سانسوں کی رسد ہے، حد ہے

جواد جاذل

اداریہ

ہماری زندگی کی علوم وفنون اور قیمتی خزائن پر مشتمل دیگر کجیاں

مورخہ 21اگست 2022ءکو روزنامہ الفضل آن لائن میں خاکسار کا اداریہ بعنوان کُجیاں (Money Box) شائع ہوا جس پر دنیا بھر سے قارئین کرام کے تبصرے اور تاثرات موصول ہوئے ان میں ایک تبصرہ مکرمہ امۃ الباری ناصر کا امریکہ سے تھا، وہ لکھتی ہیں:

’’کُجیاں صرف پیسوں کی نہیں ہوتیں۔ خیالات بھی جمع اور جوڑ کے رکھے جاتے ہیں۔ پرانی ڈائریاں کچھ ادھورے مضامین، ان سے متعلق یادداشتیں، دو اڑھائی مصرعوں اور ان الفاظ پر اعراب لگا کر محفوظ رکھے ہوئے سرمائے کی طرح ہوتے ہیں ان ڈائریوں کو بھی کجیاں کہا جاسکتا ہے جو فرصت یا ضرورت کے انتظار میں رہتی ہیں۔ ان ڈائریوں میں پسندیدہ اشعار اور اہم اقتباسات بھی ہوتے ہیں جو کبھی کبھار کھول کر الفضل کی خدمت میں بھجوا کر کام آتے ہیں۔‘‘

یہ آئیڈیا گزشتہ اداریہ بعنوان کجیاں کو اگر سامنے رکھیں تو اس کے ہی تسلسل میں اور اُس موضوع کو مکمل کرنے والا ایک اہم آئیڈیا ہے جس نے اس لیے دماغ کو Hit کیا کہ یہ مذکورہ موضوع کی تکمیل کردے گا۔ اسی لیے میں محترمہ موصوفہ کی اجازت سے اس پر قلم آزمائی کے لیے قارئین کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ محترمہ موصوفہ کے اس آئیڈیا پر مزید سوچنے کے بعد خاکسار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ رقم اور علم وفنون کی کُجیوں کے ساتھ ساتھ بے شمار روحانی و مادی اشیاء کی کجیاں (Boxes) ہمارے درمیان موجود ہیں۔ جن کو ’’زادراہ‘‘ کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ آج کی زبان میں اسے Bank Balance کہا جاتا ہے۔ یہ نیکی کی کُجیاں ہوسکتی ہیں، انہیں تقویٰ کی کُجیاں بھی کہا جا سکتا ہے اور بہت سی نیکیوں کی، جسے سرمایہ حیات کہہ سکتے ہیں جو اس دنیا میں ایک مومن کے کام آسکتی ہیں اور پرلی زندگی میں بھی بلکہ اگر یوں کہوں کہ مؤمن کے مرنے کے بعد اس کی اولاد کے کام آئیں گی تو غلط نہ ہو گا۔ ان میں دعا کی کُجیاں بھی شامل ہیں جن کو ہم دعا کے ذخیرے اور خزانے بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہی وہ مضمون ہے جو حضرت مصلح موعودؓ نے احمدی عورتوں کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ اگر احمدی عورت نے اپنی تربیت سے اپنے بچوں کو نمازی بنایا ہو گا تو اس کے مرنے کے بعد جب اس کے بچے نماز پڑھیں گے تو فرشتے کہہ رہے ہوں گے کہ اس بی بی نے بھی نماز ادا کی۔

رقم سنبھالنے کے ساتھ علم کے علاوہ اور بہت سی نیکیوں کے Boxes اور کُجیاں ہیں۔ مجھے اس بات کا تجربہ ہے اور ایڈیٹر الفضل کے طور پر اس تجربہ میں پختگی آگئی ہے کہ دنیا بھر میں صاحب علم اور باذوق احمدی احباب و خواتین اپنے من پسند مضامین، آرٹیکلز اور تراشوں کو جمع کرتے رہتے ہیں۔ پھر گاہے بگاہے اس مجموعہ کو اس طرح الٹاتے پلٹاتے ہیں جس طرح جگالی کرنے والے جانور کھانا ہضم کرنے کے لیے جگالی کرتے اور پیٹ یعنی کُجی میں جمع کی ہوئی غذا کو نکال کر منہ میں لا کر چباتے ہیں۔ اس الٹانے پلٹانے کو اردو لغت میں جگالی کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ تو ڈائریاں لکھتے اور اپنی یادداشتوں کو جمع کرتے رہتے ہیں۔ گو ڈائری لکھنے کا رواج بہت کم رہ گیا ہے۔

خاکسار اپنا طریق بطور تحدیث نعمت لکھنا چاہتا ہے۔ جو بطور جمع پونجی میری کُجی میں محفوظ ہیں۔ خاکسار نے 45سال قبل مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ بنتے ہی مختلف box یا لفافے بنا رکھے تھے جس میں کئی عناوین پر مواد جمع ہوتا رہا اور بے شمار کاغذ کی چِٹوں پر نوٹس لکھ کر ان لفافوں میں محفوظ ہوتی رہیں بلکہ 45سال قبل اپنے فیلڈ ورک کے پہلے سینٹر بدوملہی میں دیئے گئے خطبات جمعہ کے نوٹس ان لفافوں میں پا کر محظوظ ہوتا رہتا ہوں بعض باعلم لوگوں نے اپنے ذوق کے مطابق کتب، اپنی لائبریری کے الگ حصّہ پر بطور کُجی محفوظ کر رکھی ہیں۔ یہی کیفیت شعراء کی ہے جنہوں نے اپنے پرانے سے پرانے کلام ڈائریوں میں لکھ رکھے ہیں اور اب تو اپنے موبائلز میں بھی محفوظ کر لیتے ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ جو اشعار پڑھنے اور سنانے کا ذوق وشوق رکھتے ہیں۔ انہوں نے نظموں کی نظمیں اور غزلیں اپنے موبائل کی کُجی میں جمع کر رکھی ہیں۔ بہت سے سبق آموز اشعار اپنے خیالات کی کُجی میں محفوظ رکھتے ہیں جو گاہے بگاہے وہ اپنے قریبیوں میں شئیر کرتے رہتے ہیں خاکسار کے پاس بھی اس طرح کی تین سے چار ڈائریاں (نوٹ بکس) ہوا کرتی تھیں جن میں ایسے اشعار درج تھے جو خاکسار اپنی تقاریر اور خطبات میں استعمال کرتا رہا ہے۔ میرے ابا جان مرحوم مکرم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی نے وفات سے قبل امی جان مرحومہ کو اپنی ڈائریاں تھماتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ انہیں حنیف کو دے دیں۔ اس کے کام آئیں گی۔ خاکسار نے اس میں سوز اور درد سے بھرے ہوئے دعائیہ اشعار اور دعائیں نیز ارشادات موجود پائے جو اُن کی کُجی تھی جس سے خاکسار نے بعد میں فائدہ اٹھایا۔

اس مضمون کی تائید میں خاکسار اپنے بعض قارئین کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہے جو ہمارے ادارہ کو روزنامہ الفضل میں ہی شائع شدہ پرانے مضامین یا نظمیں بھجوا کر یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی آج کے دور میں بھی ضرورت ہے اسے مکرّر شائع کر دیں۔ جیسے ابوسدید اور جیسا کہ مکرم م م محمود نے ’’100سال قبل کا الفضل‘‘ کے نام سے ایک نئے فیچر کا آغاز کیا ہے۔ وہ بھی ان کی علمی کُجی ہے۔

اس ضمن میں مجھے اس امر کا اظہار کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ آج کے دور میں شائد کُجی کا پنجابی لفظ پُرانا ہو کر متروک ہو چکا ہے اور نوجوان نسل کو لفظ کُجی کے معنی بھی نہ آتے ہوں۔ خاکسار کے آرٹیکل ’’کُجیاں‘‘، جس نے کمپوز کیا تھا انہوں نے بھی کمپوز کرنے کے بعد مجھے فون پر بتایا تھا کہ میرے لیے یہ لفظ بالکل نیا ہے۔

آج دنیا بھر کی ویب سائیٹس بھی کُجیاں ہیں اور سوشل میڈیا کی تمام اپلی کیشنز جیسے واٹس ایپ، فیس بک، ٹوئیٹر، انسٹا گرام وغیرہ وغیرہ آج کے جدید دور کی ماڈرن کُجیاں ہیں۔ جہاں علمی مواد تو محفوظ کیا ہی جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کا غلط استعمال بھی ہوتا ہے اور بعض غلط قسم کے لوگ اپنے مخالفین کے خلاف مواد بھی ان میں اکٹھا کرتے رہتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی قسم کے انٹرنیٹ کے غلط استعمال کو منع فرمایا ہے اور اسے لغویات میں شامل فرمایا ہے۔

کُجیوں کی بات چلی ہے تو مجھے اپنے دوست احباب یاد آرہے ہیں کیونکہ ہر شخص کا ایک حلقہ احباب ہوتا ہے۔ جن کی عادات اور طریقوں سے وہ خوب واقف ہوتے ہیں۔ میں نے اپنے دوستوں میں سے بعض کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے اور اپنے پیارے عزیزوں کے نام خلفاء کرام کے خطوط جمع کر رکھے ہیں بلکہ ایک دوست کے پاس حضرت حافظ خلیفہ رشید الدینؓ کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے دست مبارک سے لکھے ہوئے نادر خطوط میں نے دیکھے جنہیں بعد میں خاکسار نے اپنی تصنیف سیرت و سوانح حضرت حافظ خلیفہ رشید الدینؓ میں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پہلی بار افادہ عام کے لیے شائع کر دیئے۔ بعض دوستوں کو اپنے ذخیرہ میں پرانی نادر تاریخی فوٹوز رکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ جیسے ہمارے بزرگ مکرم ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نہ صرف اچھے فوٹو گرافر ہیں بلکہ نادر و نایاب تصاویر جمع کرنے کے شوقین بھی ہیں۔ ان کی تصاویر کی کجیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

یہ جو لفظ My Hobby یعنی میرا مشغلہ کا لفظ بولا جاتا ہے یہ بھی دراصل کُجیاں ہی تو ہیں۔ جن میں بعض نے دنیا بھر کے ممالک کی Stamps اکٹھی کر رکھی ہیں۔ ہمارے ایک مرحوم دوست مکرم سید نادر سیدین سے میرا جب پہلی بار رابطہ ہوا تو وہ اپنے گھر میں ایک ایسے حصے میں لے گئے جہاں ایک Huge Library موجود تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ نایاب کتب، سکے (coins)، میڈلز، بیجز، metal کے نایاب key chains استعمال شدہ ٹکٹ Stamps، غیر استعمال شدہ یعنی mint stamps اور ان ٹکٹوں پر مشتمل سینکڑوں البم بھی ان کے ذخیرے میں شامل تھیں، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس طرح کی نایاب اشیاء اکٹھی کرنا میرا مشغلہ ہے۔ جن کو اگر الماریوں میں رکھا جائے تو اس کے لیے لامحالہ دس مرلہ پر تعمیر شدہ ہال کمرہ مشکل سے کفایت کرے گا۔ ان کا یہ پروگرام بھی تھا کہ وہ اپنی ان کجیوں کو ایک میوزیم کی شکل دیں گے لیکن ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور ان کا یہ پلان ادھورا رہ گیا۔ ہمارے ایک مرحوم بزرگ اور مورخ احمدیت مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مجھے ایک دفعہ اپنے ساتھ اپنی لائبریری دکھانے اپنے گھر لے گئے۔ جہاں کتب کا ذخیرہ اور قدیم ترین اخبارات و رسائل کے تراشہ جات کی فائلز کی متعدد الماریاں دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا۔ کیونکہ میں نے مولانا مرحوم کو لاہور اپنے قیام کے دوران انارکلی میں تھڑوں اور زمین پر فروخت ہونے والی بڑی پرانی کتب کو الٹاتے پلٹاتے دیکھ کر اور ورق گردانی کے بعد خریدتے اور اپنے سرمایہ میں اضافہ کرتے دیکھا تھا۔ مولانا مرحوم نے مجھے اپنی لائبریری میں بعض ایسی کتب بھی بڑے شوق سے دکھائیں جو صرف اور صرف مولانا کے پاس تھیں اور مجھے بتایا کہ پاکستان کی بڑی بڑی لائبریریوں (بعض لائبریریوں کے نام مولانا نے لیے) میں بھی یہ کتب کا ذخیرہ موجود نہیں۔ انہوں نے بتایا بے شمار کتب ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک ایک کتاب کو خریدنے اور حاصل کرنے کے لیے انہوں نے سینکڑوں میل کا سفر کیا ہے اور اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ سب اپنے شوق کی خاطر نہیں کیا تھا بلکہ جماعت کی صداقت کو ثابت کرنے کے لیے جو کتاب یا تراشہ انہیں اہم لگتا تھا اس کو اپنی کجی میں شامل فرما لیتے تھے۔ ملتان سے مکرم غلام نبی صاحب بھی اسی طرح کی کجیاں رکھنے میں ممتاز تھے۔

الفضل آن لائن کی ہماری ٹیم میں ایک دوست مکرم ایم اے شہزاد ہیں جن کی کجی ان کی لیپ ٹاپ ہے جس میں پانچ لاکھ سے زائد

بقیہ صفحہ 10 پر

ابو ہشام بن ولی

جماعت احمدیہ کا نظام خلافت

قسط 5 (آخری)

خلافت سے دستبرداری

سوال نمبر 13: کیا خلافت سے دستبرداری کی جاسکتی ہے؟

جواب: جب قرآن کریم سے یہ ثابت ہوگیا کہ خلیفہ نبی کا قائمقام اور جانشین ہوتا ہے اور نیز یہ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور خلیفہ کا مشن بالکل وہی ہوتا ہے جو انبیاء کا ہوتا ہے۔ اگر انبیاء ہر حال میں تا حیات اپنے منصب پر قائم اور فائز رہتے ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خلیفہ جو نبی کا حقیقی جانشین اور قائمقام ہوتا ہے وہ خلافت سے دستبرداری اختیار کرلے۔ ایک حدیث بھی خلافت سے دستبردار نہ ہوسکنے کی تائید کرتی ہے۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق مسند احمد بن حنبلؒ میں آنحضرتؐ کا حضرت عثمانؓ کے لئے یہ واضح ارشاد درج ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ یَقْبِّصُكَ قَبِیْصًا فَاِنْ اَرَادَكَ الْمُنَافِقُوْنَ عَلٰی خِلْعِہٖ فَلَا تَخْلَعْہُ اَبَدًا

(مسند احمدبن حنبل)

یعنی اے عثمانؓ! یقیناً اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا۔ اگر منافق اس قمیص کو اتارنے کی کوشش کریں تو ہرگز ہرگز نہ اتارنا۔

پس یہی وجہ تھی کہ حضرت عثمان غنیؓ نے شہادت تو قبول کرلی مگر منصب خلافت سے دستبرداری اختیار نہ کی۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ خلافت سے دستبرداری جائز نہیں۔

حضرت امام حسنؓ کی خلافت سے دستبرداری کا جواز

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خلافت سے دستبرداری جائز نہیں تو پھر حضرت امام حسنؓ جن کو حضرت علی کرّم اللہ وجہُ کی شہادت کے بعد باقاعدہ طور پر خلیفہ منتخب کرلیا گیا تھا انہوں نے حضرت امیر معاویہ کے حق میں کیوں دستبرداری اختیار کی؟

1۔ خلافت راشدہ اولیٰ کے بارہ میں آنحضرتؐ کی یہ پیشگوئی تھی کہ خلافت راشدہ 30 سال تک قائم رہے گی۔ اور اس کے بعد بادشاہت قائم ہوجائے گی۔

(ترمذی و ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الفتن فعل ثانی عن سفینۃ)

لہٰذا اس پیشگوئی کے مطابق ضروری تھا کہ خلافت راشدہ جس کا دور حضرت علیؓ کی شہادت کے وقت تقریباً تیس سال بنتا ہے، اپنے اختتام کو پہنچ جاتی۔

2۔ ایک دوسری روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت حسنؓ کے بارہ میں یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرے اس نواسے کے ذریعے خدا دو مسلمان گروہوں میں صلح کروائے گا۔

(بخاری بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب اھل بیت و فتح الباری شرح حدیث مذکور)

پس آنحضرتؐ کی اس پیشگوئی کے مطابق ضروری تھا کہ حضرت امام حسنؓ امت محمدیہ میں پیدا ہونے والے انشقاق و افتراق کو ختم کرنے کے لئے خلافت سے دستبرداری اختیار کرتے۔ لہٰذا حضرت امام حسنؓ کے اس فعل کو مقام مدح میں سمجھا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت حسنؓ نے میری دانست میں بہت اچھا کام کیا کہ خلافت سے الگ ہوگئے۔ پہلے ہی ہزاروں خون ہوچکے تھے۔ انہوں نے پسند نہ کیا کہ اور خون ہوں۔ اس لئے معاویہ سے گزارہ لے لیا۔۔۔ حضرت امام حسنؓ نے پسند نہ کیا کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی بڑھے اور خون ہوں۔ انہوں نے امن پسندی کو مدنظر رکھا اور حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے۔ دونوں کی نیت نیک تھی۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

(ملفوظات جلد چہارم نیا ایڈیشن صفحہ 579-580)

اس مسئلہ پر جماعت کے مستند عالم، سلطان القلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر احمدؓ صاحب ایم۔اے بھی سیرۃ خاتم النبیین میں روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

یہ سوال کہ کوئی خلیفہ یا امیر باقاعدہ طور پر منتخب یا مقرر ہونے کے بعد خود بعد میں کسی مصلحت کی بناء پر خلافت سے دستبردار ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ایک ایسا سوال ہے جس کے متعلق اسلامی شریعت میں کوئی نص نہیں پائی جاتی مگر ظاہر ہے کہ اس معاملہ میں دنیوی امراء کے متعلق تو کوئی امر مانع نہیں سمجھا جاسکتا۔ البتہ دینی خلفاء کا سوال قابل غور ہے۔ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث سے ان کے زمانہ کے باغیوں نے یہ درخواست کی کہ آپ خود بخود خلافت سے دستبردار ہوجائیں ورنہ ہم آپ کو جبراً الگ کردیں گے تو اس پر حضرت عثمانؓ نے یہ جواب دیا کہ جو عزت کی قمیص خدا نے مجھے پہنائی ہے میں اسے خود اپنی مرضی سے کبھی نہیں اتاروں گا۔

(طبری و تاریخ کامل ابن اثیر حالات قتل حضرت عثمانؓ

نیز زرین عن عبداللہ بن سلام بحوالہ تلخیص الصحاح باب فی ذکر الخلفاء الراشدین)

جس میں آنحضرتؐ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ تھا جو آپ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا تھا کہ خدا تمہیں ایک قمیص پہنائے گا اور لوگ اسے اتارنا چاہیں گے مگر تم اسے نہ اتارنا۔

(ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب عثمانؓ)

لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت امام حسنؓ کا یہ فعل ہے کہ انہوں نے امت محمدیہؐ کے اختلاف کو دیکھتے ہوئے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری اختیار کرلی (بخاری عن حسن بصری کتاب الصلح نیز طبری و تاریخ کامل ابن اثیر حالات 41 ہجری)۔ اور یہ روایت آتی ہے کہ اس سے آنحضرتؐ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ میرے اس نواسے کے ذریعہ خدا دو مسلمان گروہوں میں صلح کروائے گا (بخاری بحوالہ مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت و فتح الباری شرح حدیث مذکور)۔ گویا امام حسنؓ کے اس فعل کو مقام مدح میں سمجھا گیا ہے کہ ان کی اس دستبرداری کے نتیجہ میں آنحضرتؐ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے امام حسنؓ کی ایک امتیازی خوبی بیان کی تھی۔ اور امت محمدیہؐ پھر ایک نقطہ پر جمع ہوگئی۔ ان دو مثالوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دستبرداری کا سوال حالات پر چھوڑا گیا ہے یعنی یہ کہ اگر خلافت کا استحکام ہوچکا ہو جیسا کہ حضرت عثمانؓ کے معاملہ میں ہوچکا یا یہ کہ اگر دستبرداری کے متعلق لوگوں کی طرف سے خواہش یا مطالبہ ہو تو وہ ناپسندیدہ بلکہ ناجائز ہے۔ لیکن اگر قبل استحکام خلافت جیسا کہ امام حسنؓ کے معاملہ میں پایا جاتا ہے کسی اعلیٰ غرض کے حصول کے لئے کوئی امر مانع نہیں ہے۔ اس جگہ یہ ذکر ضروری ہے کہ یہ خیال جو ہم نے یہاں ظاہر کیا ہے یہ اسلام کا کوئی فیصلہ یا عقیدہ نہیں ہے بلکہ محض ایک رائے ہے جو واقعات سے نتیجہ نکال کر قائم کی گئی ہے۔ واللہ اعلم‘‘

(سلسلہ احمدیہ صفحہ 639-638 از حضرت مرزا بشیر احمد ایم۔اے)

خلافت احمدیہ پر اعتراضات کے جوابات

سوال نمبر 1: خلافت احمدیہ پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم میں پہلے تو خلافت نبوت کے علاوہ خلافت ملوکیت کا بھی ذکر ہے۔ پھر خلافت ملوکیت کو چھوڑ کر آیت استخلاف میں صرف خلافت نبوت کے ساتھ اس کی مشابہت کو کیوں مخصوص کیا گیا ہے؟

جواب: آیت استخلاف کے الفاظ بتاتے ہیں کہ گو مسلمانوں سے دوسری آیات میں بادشاہتوں کا بھی وعدہ ہے مگر اس جگہ بادشاہت کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف مذہبی نعمتوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ کہ خدا اپنے قائم کردہ خلفاء کے دین کو دنیا میں قائم کرکے رہتا ہے۔ اب یہ اصول دنیا کے بادشاہوں کے متعلق نہیں اور نہ ان کے دین کو خدا تعالیٰ نے کبھی دنیا میں قائم کیا بلکہ یہ اصول روحانی خلفاء کے متعلق ہی ہے۔ پس یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ اس جگہ جس خلافت سے مشابہت دی گئی ہے وہ خلافت نبوت ہی ہے نہ کہ خلافت ملوکیت۔ اسی طرح فرماتا ہے۔ وَ لَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا کہ خدا ان کے خوف کو امن سے بدل دیا کرتا ہے۔ یہ علامت بھی دنیوی بادشاہوں پر کسی صورت میں چسپاں نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ دنیوی بادشاہ اگر آج تاج و تخت کے مالک ہوتے ہیں تو کل تخت سے علیحدہ ہوکر بھیک مانگتے دیکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے خوف کو امن میں بدل دینے کا کوئی وعدہ نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات جب کوئی سخت خطرہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اس کے مقابلہ کی ہمت تک کھو بیٹھتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا کہ وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔ گویا وہ خالص موحد اور شرک کے شدید ترین دشمن ہوں گے۔ مگر دنیا کے بادشاہ تو شرک بھی کرلیتے ہیں حتیٰ کہ رسول کریمؐ فرماتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے کبھی کفر بواح صادر ہوجائے۔ پس وہ اس آیت کے مصداق کس طرح ہوسکتے ہیں۔

چوتھی دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے ہ ان خلفاء سے مراد دنیوی بادشاہ ہرگز نہیں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی جو لوگ ان خلفاء کا انکار کریں گے وہ فاسق ہوجائیں گے۔ اب بتاؤ کہ جو شخص کفر بواح کا بھی مرتکب ہوسکتا ہو۔ آیا اس کی اطاعت سے خروج فسق ہوسکتا ہے؟ یقیناً ایسے بادشاہوں کی اطاعت سے انکار کرنا انسان کو فاسق نہیں بنا سکتا۔ فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے۔

غرض یہ چاروں دلائل جن کا اس آیت میں ذکر ہے اس امر کا ثبوت ہیں کہ اس آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے وہ خلافت ملوکیت نہیں۔ پس جب خدا نے یہ فرمایا لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کہ ہم ان خلیفوں پر ویسے ہی انعامات نازل کریں گے جیسے ہم نے پہلے خلفاء پر انعامات نازل کئے تو اس سے مراد یہی ہے کہ جیسے پہلے انبیاء کی مدد ہوتی رہی ہے اسی طرح ان کی

مدد ہوگی۔ پس اس آیت میں خلافت نبوت سے مشابہت مراد ہے نہ کہ خلافت ملوکیت ہے۔

سوال نمبر2: جماعت احمدیہ کی خلافت پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ خلیفہ وقت کے لئے بادشاہ ہونا ضروری ہے۔ اس کی قرآن کریم سے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ آیت استخلاف کا شان نزول یہ ہے کہ جب کفار کے مظالم حد سے بڑھ گئے اور صحابہ نے کچھ مایوسی کا اظہار کرنا شروع کر دیا تو اس وقت مسلمانوں کو آئندہ حکومت و بادشاہت ملنے کی امید دلا کر ان کو حوصلہ اور تسلی دی گئی۔ نیز آیت استخلاف میں لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ میں لفظ الآرض سے زمینی اور دنیاوی بادشاہت کا استدلال کیا جاتا ہے۔ اور اس دعویٰ کی عملی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ خلافت راشدہ اولیٰ کو روحانی خلافت کے ساتھ ساتھ زمینی بادشاہت یعنی حکومت بھی عطا کی گئی تھی؟

جواب: خلافت کے لئے حکومت کا ملنا ضروری نہیں ہے۔

1۔ جہاں تک شان نزول کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ کسی آیت کے مضامین اور مطالب کو محض شان نزول تک محدود کر دینا یہ قرآنی روح کے منافی ہے۔ اگر اس اصول کو درست تسلیم کرلیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی متعلقہ آیت کریمہ کا کوئی اور مفہوم اور مطلب نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ قرآن کریم کے کئی بطن اور ایک سے زیادہ مضامین ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ علاوہ ازیں شان نزول کا معیار محض ایک ذوقی استدلال ہے یہ کوئی تسلیم شدہ معیار نہیں۔ لہٰذا ہر آیت کی شان نزول کی روشنی میں تشریح وتفسیر کرنا ضروری نہیں۔

2۔ جہاں تک آیت استخلاف میں لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کے الفاظ میں فی الارض سے زمینی بادشاہت یعنی حکومت کا استدلال ہے تو یہ بھی قرآنی محاورہ کی روشنی میں درست نہیں کیونکہ قرآن کریم میں دیگر مقامات پر خلافت کے ساتھ الارض کا لفظ استعمال کیا گیا ہے مگر وہاں خلافت سے مراد حکومت نہیں لیا جاتا۔ جیسا کہ حضرت آدمؑ کے لئے فرمایا اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً (البقرہ:31) یقیناً میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اسی طرح فرمایا وَیَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ (النمل:63) اور وہ تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے اسی طرح سورۃ یونس میں فرمایا کہ ثُمَّ جَعَلۡنٰکُمۡ خَلٰٓئِفَ فِی الۡاَرۡضِ مِنۡۢ بَعۡدِھِمۡ لِنَنۡظُرَ کَیۡفَ تَعۡمَلُوۡنَ (یونس:15) پھر ان کے بعد ہم نے تمہیں زمین میں (ان کا) جانشین بنایا تا کہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ اس آیت کریمہ میں تو آیت استخلاف کی طرح اعمال کا بھی ذکر آیا ہے جس طرح آیت استخلاف میں خلافت اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط قرار دی گئی ہے اسی طرح اس آیت کریمہ میں خلافت دینے کا مقصد ہی اچھے اعمال بجالانا شرط قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ استدلال کہ آیت استخلاف میں خلافت فی الارض کا ذکر ہے اس لئے خلافت روحانی کے ساتھ دنیاوی بادشاہت اور حکومت کا ملنا ضروری ہے، درست قرار نہیں پاتا۔

3۔ یہ دلیل کہ خلافت راشدہ اولیٰ یعنی خلفاء اربعہ کو دنیاوی بادشاہت بھی حاصل تھی۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اس وقت کے مخصوص حالات کے پیش نظر خلفاء اربعہ کو دنیاوی بادشاہت کا حاصل ہونا آئندہ کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ خلفاء اربعہ کو حکومت ملنا ان کے لئے ایک جزوی امتیاز تھا۔ آنحضرتؐ نے اپنے بعد جس خلافت کی پیشگوئی فرمائی تھی اس میں اپنے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کی تخصیص کی گئی تھی۔ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کے بعد درمیانی زمانہ کے حالات و واقعات اور خرابیوں کا ذکر کر کے آخری زمانہ میں دوبارہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا ذکر ملتا ہے۔ خلافت علیٰ منہاج نبوت سے مراد ایسی خلافت جو نبوت کے طریق پر قائم ہو اور جس کا مقصد انبیاء علیہم السلام کے مشن کو ہی آگے بڑھانا ہے۔ تاریخ انبیاء کے مطالعہ سے صرف چند ایک ایسے انبیاء کا ذکر ملتا ہے جن کو نبوت کے ساتھ حکومت بھی حاصل تھی۔ باقی تمام انبیاء کو دنیاوی حکومت حاصل نہ تھی۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت سے مراد ایسی خلافت ہے جس کے لئے حکومت ارضی کا حاصل ہونا ضروری نہیں۔ ویسے مماثلت کے لئے ہر امر میں مشابہ ہونا ضروری نہیں جزوی مشابہت سے بھی مماثلت ثابت ہوسکتی ہے۔ لہٰذا خلافت احمدیہ پر یہ اعتراض کہ اس کو چونکہ حکومت یا بادشاہت حاصل نہیں لہٰذا یہ آیت استخلاف کی مصداق یا خلافت راشدہ کی مثیل نہیں ہوسکتی غلط اور بے بنیاد ہے۔

سوال نمبر3: خلافت راشدہ خلافت علیٰ منہاج نبوت پر قائم تھی اور یہی دعویٰ خلافت احمدیہ کا ہے حالانکہ خلافت راشدہ کو تو حکومت بھی حاصل تھی جبکہ خلافت احمدیہ حکومت کے منصب سے محروم ہے لہٰذا خلافت احمدیہ کس طرح خلافت راشدہ کی قائم مقام ہوسکتی ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جو بادشاہ ہو یا مامور ہو تم کون ہو؟ بادشاہ ہو؟ میں کہتا ہوں نہیں۔ مامور ہو؟ میں کہتا ہوں نہیں۔ پھر تم خلیفہ کس طرح ہو سکتے ہو؟ خلیفہ کے لئے بادشاہ یا مامور ہونا شرط ہے۔ یہ اعتراض کرنے والے لوگوں نے خلیفہ کے لفظ پر ذرا بھی تدبر نہیں کیا۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ ایک شخص درزی کی دکان پر جائے اور دیکھے کہ ایک لڑکا اپنے استاد کو کہتا ہے ’’خلیفہ جی‘‘۔ وہ وہاں سے آ کر لوگوں کو کہنا شروع کر دے کہ خلیفہ تو درزی کو کہتے ہیں اور کوئی شخص جو درزی کا کام نہیں کرتا وہ خلیفہ کس طرح ہوسکتا؟ اسی طرح ایک شخص مدرسہ میں جائے (پہلے زمانہ میں مانیٹر کو خلیفہ کہتے تھے) اور لڑکوں کو ایک لڑکے کو خلیفہ کہتے سنے اور باہر آ کر کہہ دے کہ خلیفہ تو اسے کہتے ہیں جو مانیٹر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ شخص جو لڑکوں کا مانیٹر نہیں وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ کے لئے تو لڑکوں کا مانیٹر ہونا شرط ہے۔ اسی طرح ایک شخص دیکھے کہ آدم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا اور ان کے فرشتوں کو حکم دیا کہ سجدہ کرو۔ وہ کہے کہ خلیفہ تو وہی ہوسکتا ہے جس کو سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو ملے ورنہ نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح ایک اور شخص آنحضرتؐ کے خلفاء کو دیکھے جن کے پاس سلطنت تھی تو کہے کہ خلیفہ تو اس کو کہتے ہیں جس کے پاس سلطنت ہو اس کے سوا اور کوئی خلیفہ نہیں ہوسکتا کیونکہ خلیفہ کے لئے سلطنت کا ہونا شرط ہے لیکن ایسا کہنے والے اتنا نہیں سمجھتے کہ خلیفہ کے لفظ کے معنی کیا ہیں؟ اس کے یہ معنی ہیں کہ جس کا خلیفہ کہلائے اس کا وہ کام کرنے والا ہو اگر کوئی درزی کا کام کرتا ہے تو وہی کام کرنے والا اس کا خلیفہ ہو اور اگر کوئی طالب علم کسی استاد کی غیر حاضری میں اس کا کام کرتا ہے تو وہ اس کا خلیفہ ہے۔

اسی طرح اگر کوئی کسی نبی کا کام کرتا ہے تو وہ اس نبی کا خلیفہ ہے اگر خدا نے نبی کو بادشاہت اور حکومت دی ہے تو خلیفہ کے پاس بھی بادشاہت ہونی چاہئے اور خدا خلیفہ کو ضرور حکومت دے گا اور اگر نبی کے پاس ہی حکومت نہ تھی تو خلیفہ کہاں سے لائے۔ آنحضرتؐ کو چونکہ خدا تعالیٰ نے دونوں چیزیں یعنی روحانی اور جسمانی حکومتیں دی تھیں اس لئے ان کے خلیفہ کے پاس بھی دونوں چیزیں تھیں۔ لیکن اب جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو حکومت نہیں دی تو اس کا خلیفہ کس سے لڑتا پھرے کہ مجھے حکومت دو۔ ایسا اعتراض کرنے والے لوگوں نے خلیفہ کے لفظ پر غور نہیں کیا۔

(سوانح فضل عمر جلد دوم صفحہ 50-52)

حضرت مسیح موعودؑ کی جانشین شخصی خلافت یا انجمن

جماعت احمدیہ مبایعین اور پیغامیوں یعنی غیر مبایعین کے درمیان سب سے بڑا اختلافی مسئلہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد رسالہ الوصیت کے مطابق شخصی خلافت کی قائل ہے۔ جبکہ پیغامی یعنی غیر مبایعین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت قائم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے تمام معاملات اور امور کی نگران کسی شخصی خلافت کی بجائے انجمن معتمدین ہونی چاہیے۔ مگر اس مسئلہ کا حل خود خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ (النور:56)

یعنی اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں بھی اسی طرح کے خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے لوگوں میں بنائے۔ اس آیت سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ ویسے ہی خلیفے بنائے گا جیسے پہلوں میں بنائے۔ اب اگر پہلی امتوں میں نبیوں کے بعد انجمنیں بنتی تھیں تو اب بھی انجمن ہی خلیفہ ہوگی اور اگر پہلی امتوں میں شخص واحد نبی کا قائم مقام ہوتا رہا تو اب بھی شخص واحد ہی قائم مقام ہوگا۔ پس سوال یہ ہے کہ کیا پہلے کسی نبی کا خلیفہ کبھی انجمن بھی ہوئی؟ کبھی نہیں۔ حضرت موسیٰ کا خلیفہ بھی ایک ہی شخص ہوا۔ پس ضرور تھا کہ نبی کریمؐ کا خلیفہ بھی ایک ہی شخص ہوتا اور مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ بھی ایک ہی شخص ہوتا نہ انجمنیں۔ کیونکہ لفظ کَمَا نے اس مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا ہے اور آیت ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ٭ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ (الجمعہ:3) سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح نبی کریمؐ کے بعد خلافت ہوئی اسی طرح مسیح موعودؑ کے بعد ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کی تربیت رسول کریمؐ دو وقت کریں گے۔ ایک ابتداء اسلام میں۔ ایک آخری زمانہ میں۔ پس مسیح موعودؑ کے کام کو ان کے کام کے ساتھ مشابہت دے کر اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ آخری زمانہ بھی اول زمانہ کے مشابہہ ہوگا۔ پس ضرور ہے کہ آج بھی اسی طرح خلافت ہو جس طرح رسول کریمؐ کے زمانہ میں تھی۔ اسی طرح قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَشَاوِرۡھُمۡ فِی الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ (آل عمران رکوع 17) یعنی تو معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ لے لیا کر۔ لیکن جب تو عزم اور ارادہ کرلے تو پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے اپنے عزم ومنشا کے مطابق کام کر۔ اس آیت میں بھی خلافت کا مسئلہ صاف کر دیا گیا ہے کیونکہ رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت میری امت پر ایک رحمت ہے اور جو اس پر عمل کر کے مشورہ سے کام کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔ اور جو بلا مشورہ کام کرے گا وہ ہلاک ہوگا اور اس طرح آنحضرتؐ نے بتا دیا ہے کہ یہ آیت آپؐ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ آپؐ کے بعد بھی اس پر عملدرآمد جاری رہے گا۔ پس شَاوِرۡ کے لفظ سے جس میں ایک آدمی کو مخاطب کیا گیا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریمؐ کے بعد صرف ایک شخص خلیفہ ہوگا اور وہ لوگوں سے مشورہ لینے کے بعد جو بات خدا اس کے دل میں ڈالے اس پر عمل ہوگا اور لوگوں کے مشورہ پر چلنے کا پابند نہیں ہوگا۔ کیونکہ دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ یہ آیت اصل میں آپ کے بعد کے حکام کے لئے ہے۔ پس خلافت قرآن کریم سے ثابت ہے اور آیت استخلاف اور آیت مشاورۃ اس مسئلہ کا فیصلہ کر دیتی ہیں۔

اسی طرح جب بنی اسرائیل نے اپنے ایک نبی سے اپنے اوپر ایک حاکم مقرر کرنے کی درخواست کی تو ان کے لئے کوئی انجمن نہ مقرر کی گئی

بلکہ ان کے نبی نے یہ کہا کہ اِنَّ اللّٰہَ قَدۡ بَعَثَ لَکُمۡ طَالُوۡتَ مَلِکًا کہ تجھ پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے۔جس پر اس وقت بھی چند لوگوں نے کہا وَنَحۡنُ اَحَقُّ بِالۡمُلۡکِ مِنۡہُ اگر جمہوریت خدا تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہوتی تو ایک انجمن مقرر کی جاتی نہ بادشاہ۔اگر کہو کہ اس وقت زمانہ اور تھا اور اب اور ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرما چکا ہے کہ امت محمدیہؐ کی خلافت امت بنی اسرائیل کی خلافت کے مطابق ہوگی۔جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔خلافت طالوت کے متعلق یہ بات بھی قابل غور ہے کہ طالوت کا حکم قطعی قرار دیا گیا ہے اور جو لوگ طالوت کے احکام کو مانتے تھے انہیں کو مومن کہا ہے اور آیت استخلاف میں بھی خلفاء کے منکرین کو فاسق کہا ہے جیسا کہ فرمایا وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفَاسِقُوۡن خلفاء کے کافر فاسق ہوں گے۔

یہ مسئلہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت آدم کو بھی خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا اور اس وقت جمہوریت کو قائم نہیں کیا تھا اور ان کے وجود پر ملائکہ نے اعتراض بھی کیا مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔اِنِّیۡ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡن پھر ملائکہ نے تو اپنے اعتراض سے رجوع کرلیا۔لیکن ابلیس نے رجوع نہ کیا اور ہمیشہ کے لئے ملعون ہوا۔پس خلافت کا انکار کوئی چھوٹا سا انکار نہیں۔شیطان جو اول الکافرین ہے وہ بھی خلیفہ کے انکار سے ہی کافر بنا تھا۔اب دیکھنا یہ ہے کہ کون ملائکہ میں سے بنتا ہے اور کون ابلیس کا بھائی بنتا ہے۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن شریف سے شخصی خلافت ثابت ہے نہ کہ جمہوری اور قدیم سے اللہ تعالیٰ کی سنت یہی چلی آئی ہے کہ وہ نبی کے بعد ایک شخص کو خلیفہ بناتا ہے اور اس کے بعد دوسرے کو نہ یہ کہ چند آدمیوں کو ایک ہی وقت میں خلیفہ بنا دیتا ہے۔

شخصی خلافت کا ثبوت حدیث سے

احادیث سے ثابت ہے کہ خلیفہ کا وجود ضروری ہے اور آنحضرتؐ نے بھی جمہوریت کو قائم نہیں کیا بلکہ خلافت کو قائم کیا ہے اور یہی نہیں بلکہ آپؐ نے صحابہؓ کو وصیت کی کہ میرے بعد اختلافات پھیلیں گے مگر تم میرے خلفاء کی سنت پر عامل ہونا اور انہیں کے طریق پر چلنا۔اُوۡصِیۡکُمۡ بِتَقۡوَی اللّٰہِ وَالسَّمۡعِ وَالطَّاعَۃِ وَاِنۡ کَانَ عَبۡدًا حَبۡشِیًّافَاِنَّہٗ مَنۡ یَعِشۡ مِنۡکُمۡ بَعۡدِیۡ فَیَرَی اِخۡتِلَافًا کَثِیۡرًافَعَلَیۡکُمۡ بِسُنَّتِیۡ وَسُنَّۃِ الۡخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیۡنَ الۡمُھۡتَدِیۡنَ مِنۡ بَعۡدِیۡ تَمَسَّکُوۡابِھَا وَعَضُّوۡاعَلَیۡھَا بِالنَّوَاجِذِ اِیَّاکُمۡ وَمُحۡدَثَاتِ الۡاُمُوۡر میں تمہیں تقویٰ اللہ کی ہدایت کرتا ہوں اور اطاعت فرمانبرداری کی۔خواہ تم پر حبشی غلام ہی سردار کیوں نہ ہو۔کیونکہ میرے بعد جو زندہ رہیں گے اور جلدی ہی دیکھیں گے کہ بہت اختلاف ہو جائے گا۔پس میری اور میرے خلفاء کی جو راشد اور مہدی ہوں گے سنت کو مضبوط پکڑنا اور دانتوں میں زور سے دبائے رکھنا۔یعنی چھوڑنا نہیں اور نئی نئی باتیں جو نکلیں ان سے بچنا۔

اس حدیث میں رسول کریمؐ نے اپنی امت کو خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنے کی ہدایت کی ہے۔اس حدیث سے نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریمؐ کے قائم مقام ایک ایک آدمی ہوں گے بلکہ یہ بھی کہ ان کے اعمال ایک سنت نیک ہوں گے جن پر چلنا مومن کا فرض ہے اور ان کے خلاف چلنا ضلالت ہے۔ایک اور حدیث بھی ہے جس میں رسول کریمؐ فرماتے ہیں۔اگر دو خلیفے ہوں تو ایک کو قتل کر دینا چاہیئے۔

اِذَابُوۡیِعَ لِخَلِیۡفَتَیۡنِ فَاقۡتُلُوۡا الۡاٰخَرَ مِنۡھُمَا (مسلم) جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو جو بعد میں ہوا اسے قتل کر دو۔پس صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریمؐ نے ایک ہی خلیفہ تجویز کیا ہے اور جمہوریت کو قطعاً پسند نہیں کیا۔اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ حدیث میں حضرت عباس کی نسبت یہ دعا آئی ہے کہ وَاجۡعَلِ الۡخِلَافَۃَ بَاقِیَۃً فِیۡ عَقِبِہٖ۔اس کی اولاد میں خلافت کا سلسلہ جاری رکھ۔

خلفاء اربعہ کی خلافت کے آسمانی اور خدائی ہونے کا ثبوت یہ بھی ہے کہ رسول کریمؐ نے حضرت عثمان کو فرمایا۔اِنَّہٗ لَعَلَّ اللّٰہُ یُقَمِّصُکَ قَمِیۡصًا خِلۡعِہٖ فَلَا تَخۡلَعۡہُ لَھُمۡ (ترمذی) یعنی خدا تعالیٰ تمہیں کرتہ پہنائے گا اور لوگ اسے اتارنا چاہیں گے مگر تم اسے ہرگز نہ اتارنا۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا سلسلہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوا۔کیونکہ رسول کریمؐ نے یہ فرمایا ہے کہ خدا تجھے کرتہ پہنائے گا نہ یہ کہ لوگ پہنائیں گے۔خلافت کو خدا کی طرف منسوب کیا ہے۔اگر جمہوریت اسلام میں ہوتی تو آنحضرتؐ یہ فرماتے کہ لوگ تجھے کرتہ پہنانا چاہیں گے لیکن انکار کر دیجیو اور کہہ دیجیو کہ یہ جمہوریت کے خلاف ہے اور تعلیم اسلام کے خلاف۔اس لئے میں خلیفہ نہیں بنتا۔مگر آپ نے فرمایا کہ خدا پہنائے گا اور لوگ اتارنا چاہیں گے۔مگر تم جمہوریت کا ذرا خیال نہ کرنا اور یہ کرتہ نہ اتاریو۔پس صاف معلوم ہوا کہ خلافت ہی اسلام کے احکام کے ماتحت ہے نہ جمہوریت۔

خلافت کے مسئلہ پر صحابہ کا تعامل اور اجماع

قرآن و حدیث کے بعد اجماع صحابہ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُھٰجِرِیۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ وَالَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡھُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ (التوبہ:100) اور مہاجرین وانصار سے سابق اور اول صحابہ اور جو پوری طرح ان کی اتباع کریں۔اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ صحابہ کی اتباع ہی پر خدا راضی ہوسکتا ہے اور صحابہ کا اجماع دوم اس بات پر ہوا کہ رسول کریمؐ کا اس سے پہلا اجماع قائمقام کوئی خلیفہ ہونا چاہئے اور سب صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر۔ پھر حضرت علیؓ کے ہاتھ پر۔کل صحابہ کا ایک کے بعد دوسرے کے ہاتھ پر بغیر اختلاف کے بیعت کرتے جانا ثابت کرتا ہے کہ سب اس بات پر متفق تھے اور کسی جماعت صحابہ کا انکار مسئلہ خلافت پر ثابت نہیں۔بلکہ سب مقر تھے۔پس صحابہؓ کے اجماع کے خلاف فتویٰ دینے والا خدا تعالیٰ کی رضا کیونکر حاصل کرسکتا ہے۔صحابہ تو کلھم اجمعون خلافت کے مسئلہ پر ایمان لائیں اور اپنی ساری عمر اس پر عامل رہیں اور خدا ان کی اتباع کو اپنی رضا کا موجب قرار دے۔اور آج چند اشخاص اٹھ کر کہیں کہ شخصی خلافت مراد نہیں اسلام میں جمہوریت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی شہادت خلافت کے متعلق

حضرت اقدس نے حمامۃ البشریٰ میں یہ حدیث درج فرمائی ہے ثُمَّ یُسَافِرُ الۡمَسِیۡحُ الۡمَوۡعُوۡدُ اَوۡخَلِیۡفَۃٌ مِنۡ خُلَفَاءِہٖ اِلٰی اَرۡضِ دَمِشۡقَ اس حدیث کو نقل کر کے حضرت صاحب نے خلافت کے مسئلہ پر دو گواہیاں ثبت کر دی ہیں ایک تو نبی کریمؐ کی گواہی کہ مسیح موعودؑ کے بھی خلیفے ہونگے اور دوسری اپنی گواہی کیونکہ آپ نے اس حدیث کو قبول کیا ہے پس آپؑ نے اپنے بعد جو کچھ ہونے والا تھا۔اس کا اظہار اس حدیث کے درج کر دینے سے اپنی وفات سے قریباً پندرہ سال پہلے کر دیا تھا کہ میرے بعد خلیفے ہونگے۔اگر خلیفوں کا ہونا خلاف اسلام ہوتا یا آپؑ کے بعد خلفاء کا وجود حضرت صاحب کے یا اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف ہوتا تو آپؑ کبھی یہ نہ فرماتے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ مسیح یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ شام کو جائے گا اگر کوئی کہے کہ گو آپ نے خلیفہ کا شام جانا قبول فرمایا ہے مگر یہ تو نہیں فرمایا کہ وہ خلیفہ میری مرضی کے مطابق ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس کی نسبت خلفاء لکھا ہے یعنی مسیح موعود کے خلیفوں میں سے ایک خلیفہ۔پس اگر وہ غاصب یا ظالم ہوگا جو جمہوریت کا حق دبا کر خلیفہ بن جائے گا تو اس کا نام آپؑ اپنا خلیفہ نہ رکھتے بلکہ فرماتے کہ اس کی امت میں سے ایک جابر بادشاہ۔دوسرے یہ کہ آپؑ نے اس خلیفہ کو ایک ایسی پیشگوئی کا پورا کرنے والا بتایا ہے جو خود آپؑ کی نسبت ہے اور فرمایا کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا مسیح موعود اس پیشگوئی کو پورا کرے گا یا اس کا خلیفہ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلیفہ اس کا سچا جانشین ہوگا ورنہ وہ مسیح موعود کا قائم مقام ہو کر ایسی پیشگوئی کو پورا کرنے والا کیونکر ہوسکتا ہے۔؟

حضرت صاحب کی دوسری شہادت خلافت کے متعلق

آپ کا یہ الہام ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اس الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کے بعد جمہوریت کا ہونا ضروری نہیں بلکہ آپؑ کی جماعت میں بادشاہ ہوں گے اور یہی زبردست اور طاقتور ہوں گے کیونکہ اگر آپؑ کے بعد پارلیمنٹوں کی حکومت تھی اور بادشاہت آپؑ کے اصول کے خلاف تھی تو الہام بدیں الفاظ ہونا چاہئے تھا۔’’پارلیمنٹیں تیرے دین پر چلیں گی‘‘

جمہوریت سے بھی خلافت ثابت ہے

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ انجمن کا ہی فتویٰ درست اور صحیح ہے پھر بھی خلافت ثابت ہے کیونکہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد کل احمدی جماعت کا پہلا اجماع خلافت کے مسئلہ پر ہی ہوا تھا اور کیا غریب اور کیا امیر کیا صدر انجمن احمدیہ کے ممبران اور کیا عام احمدی سب نے بالاتفاق بغیر تردد و انکار کے بلکہ اصرار اور الحاح سے حضرت مولوی صاحب کو خلیفہ تسلیم کیا اور عاجزانہ طور پر آپؓ سے خلیفہ ہونے کی درخواست کی جس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے اور یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ جمہوریت کے فیصلہ کے مطابق بھی خلافت ثابت ہے کیونکہ جمہور نے خود خلافت کا اقرار کیا پس اگر جمہوریت بھی ثابت ہو جائے تب بھی انجمن نے بغیر کسی ممبر کے انکار کے خلافت کو قبول کرلیا ہے اور اس طرح بھی جمہوریت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

نظامت خلافت پر اجماع

سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد سب سے پہلا اجماع قدرت ثانیہ یعنی نظام خلافت ہی پر ہوا اور الوصیۃ کے مطابق 27 مئی 1908ء کو حضرت مولانا نور الدین بھیروی رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل منتخب ہوئے۔اس موقعہ پر حضرت مولانا نور الدینؓ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی گئی جس پر جناب مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور دوسرے بہت سے عمائدین انجمن کے دستخط ثبت تھے۔اس درخواست میں یہ لکھا تھا کہ:

’’اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اوّل المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب جو ہم سب میں اعلم اور اتقی ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہے اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ

قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپؑ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

سے ظاہر ہے،کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تھا‘‘

(بدر 2جون 1908ء)

علاوہ ازیں جناب خواجہ کمال الدین صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے انجمن کے جملہ ممبران کی طرف سے تمام بیرونی احمدیوں کی اطلاع کے لئے حسب ذیل بیان جاری کیا۔

’’حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپؑ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہ اجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی نے حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین سلمہ کو آپؑ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔معتمدین میں سے ذیل کے احباب موجود تھے۔

مولانا حضرت سید محمد احسن صاحب صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب،جناب نواب محمد علی خاں صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، خلیفہ رشید الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین‘‘

جناب خواجہ صاحب نے اس اطلاعی بیان میں یہ بھی تحریر فرمایا:

’’کل حاضرین نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں۔‘‘

(بدر 2جون 1908ء)

محترم خواجہ صاحب نے بعد ازاں یہ بھی تسلیم کیا کہ

’’جب میں نے بیعت ارشاد کی۔۔۔یہ بھی کہا کہ میں آپ کا حکم بھی مانوں گا اور آنے والے خلیفوں کا حکم بھی مانوں گا‘‘

(لیکچر اندرونی اختلافات سلسلہ کے اسباب صفحہ 69-70 دسمبر 1914ء)

ایک فیصلہ کن سوال

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار قادیان میں خطبہ جمعہ کے دوران ارشاد فرمایا کہ:

’’اس مسئلہ کے متعلق ایک سوال ہے جو ہماری جماعت کے دوستوں کو یاد رکھنا چاہئے اور ہمیشہ ان لوگوں کے سامنے پیش کرتے رہنا چاہئے اور وہ یہ کہ یہی لوگ جو آج کہتے ہیں کہ الوصیت سے خلافت کا کہیں ثبوت نہیں ملتا ان لوگوں نے اپنے دستخطوں سے ایک اعلان شائع کیا ہوا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت کے وقت انہوں نے کیا۔۔۔پس جماعت کے دوستوں کو ان لوگوں سے یہ سوال پوچھنا چاہئے کہ تم ہمیں الوصیت کا وہ حکم دکھاؤ جس کے مطابق تم نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔اس کے جواب میں یا تو وہ یہ کہیں گے کہ ہم نے جھوٹ بولا اور یا یہ کہیں گے کہ الوصیت میں ایسا حکم موجود ہے اور یہ دونوں صورتیں ان کے لئے شکست ہیں‘‘

(الفضل 21 شہادت، اپریل 1940ء/1319ہش صفحہ 6 خطبہ جمعہ حضرت مصلح موعودؓ)

شخصی خلافت پر سب سے بڑی شہادت

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپ کی جانشین خلافت پر سب سے بڑی دلیل خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے۔نظامِ خلافت سے وابستہ جماعت مبائعین کا موازنہ غیر مبائعین سے کر کے بآسانی فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کس کے ساتھ ہے۔نظام خلافت سے وابستہ لوگوں کے ساتھ یا منکرین خلافت کے ساتھ۔

جماعت احمدیہ مبائعین آج خدا کے فضل اور خلافت کی برکت سے 200 سے زائد ممالک میں نفوذ کر چکی ہے۔جبکہ غیر مبائعین کی حالت ایسے ہی ہے جیسے آخری شب کا چراغ ہوتا ہے جس کی زندگی چند لمحوں کی مہمان ہوتی ہے۔آخر پر ہم ایک غیر کی شہادت پیش کرتے ہیں جس سے جماعت احمدیہ مبائعین کی ترقی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

قاہرہ کے شدید مخالف احمدیت اخبار ’’الفتح‘‘ کو بھی لکھنا پڑا کہ:

’’میں نے بغور دیکھا کہ قادیانیوں کی تحریک حیرت انگیز پائی۔انہوں نے بذریعہ تحریر وتقریر مختلف زبانوں میں اپنی آواز بلند کی ہے۔اور مشرق ومغرب کی مختلف ممالک و اقوام میں بصرف زر کثیر اپنے دعویٰ کو تقویت پہنچائی ہے۔ان لوگوں نے اپنی انجمنیں منظم کر کے زبردست حملہ کیا ہے اور ایشیاء ویورپ، امریکہ اور افریقہ میں ان کے ایسے تبلیغی مراکز قائم ہو گئے ہیں جو علم وعمل کے لحاظ سے تو عیسائیوں کی انجمنوں کے برابر ہیں لیکن تاثیرات و کامیابی میں عیسائی پادریوں کو ان سے کوئی نسبت نہیں۔قادیانی لوگ بہت بڑھ چڑھ کر کامیاب ہیں۔کیونکہ ان کے پاس اسلام کی صداقتیں اور پُرحکمت باتیں ہیں۔جو شخص بھی ان کے حیرت زدہ کارناموں کو دیکھے گا وہ حیران وششدر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کس طرح اس چھوٹی سی جماعت نے اتنا بڑا جہاد کیا ہے جسے کروڑوں مسلمان نہیں کر سکے صرف وہی ہیں جو اس راہ میں اپنے اموال اور جانیں خرچ کر رہے ہیں۔اگر دوسرے مدعیان اصلاح اس جہاد کے لئے بلائیں یہاں تک کہ ان کی آوازیں بیٹھ جائیں اور لکھتے لکھتے ان کے قلم شکستہ ہو جائیں تب بھی عالم اسلام میں ان کا دسواں حصہ بھی اکٹھا نہ کر سکیں گے۔جتنا یہ تھوڑی سی جماعت مال و افراد کے لحاظ سے خرچ کر رہی ہے۔‘‘

(الفتح 2جمادی الثانی 1351ھ)

خلافت سے وابستگی کی ضرورت

جن اغراض ومقاصد کے پیش نظر نظام خلافت جاری کیا گیا ہے وہ تبھی پورے ہو سکتے ہیں جب نظام خلافت کے ساتھ کما حقہ وابستگی اختیار کی جائے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انکار کو فسق قرار دیا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ آیت استخلاف میں نظام خلافت کے اغراض و مقاصد اور برکات بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے:

وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ (النور: 56)

یعنی اور جو کوئی اس کے بعد (خلافت) کا انکار کریں گے پس وہ لوگ فاسق وفاجر قرار پائیں گے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب مومنوں کو یہ ارشاد فرمایا کہ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ

(آل عمران: 103)

کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اس کی تمام شرائط کے ساتھ اختیار کرو اور تم پر صرف ایسی حالت میں موت آئے کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔

تو اس کے حصول کے لئے جو حقیقی ذریعہ ہے اس کو فوراً اگلی آیت میں بیان فرما دیا۔

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
یہ ملت کی تنظیم کی جان ہے
رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم
جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم

دعا کا تحفہ

بیت الخلاء سے باہر آنے کی دُعائیں

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دُعا کرتے:

غُفۡرَانَکَ

(ترمذی کتاب الطہارت)

ترجمہ: اے اللہ! مَیں تیری مغفرت کا خواستگار ہوں۔

حضرت ابو ذرغفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا کرتے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَذۡھَبَ عَنِّی الۡاَذٰی وَعَافَانِیۡ

(ابن ماجہ کتاب الطہارت)

ترجمہ:- تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور مجھے عافیت عطا کی۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 54)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

بقیہ: Kenge میں مسجد کی تقریب افتتاح ...... از صفحہ 14

از صفحہ 14

وقار عمل کے ذریعہ بھر پور حصہ لیا۔ایک ملحقہ جماعت Munikenge کے احباب جماعت نے مستریوں کے لیے کونکوں کا انتظام کیا تا کہ اس پر آنے والا خرچ جماعت کو ادا نہ کرنا پڑے۔مزید برآں شہر میں بڑے پتھروں کی دستیابی ایک مہنگا کام ہے۔اس سلسلہ میں Kengeجماعت کے خدام نے یہ ترکیب نکالی کہ خود ہی دریا سے بڑے بڑے پتھر اٹھا کر سڑک تک لائے اور ٹرک میں لوڈ کیے۔ایک سکول ٹیچر مکرم جمعہ صاحب تعمیر مسجد کے دوران ہفتہ کے روز چھٹی لے کر باقاعدہ ہر ہفتہ اور اتوار کو مسجد کے کام میں ہاتھ بٹانے کے لیے حاضر رہتے۔

مورخہ 18جون 2022 کو مکرم امیر صاحب نے مسجد بیت الفتوح Kenge کا افتتاح کیا۔Kengeجماعت کا ریجنل جلسہ سالانہ بھی انہی دنوں میں منعقد کیا گیا۔مکرم امیر صاحب نے باقاعدہ فیتہ کاٹا اور دعا کروائی۔

مسجد کا رقبہ 120مربع میٹر ہے۔اس کے چاروں کونوں میں مینار بنائے گئے ہیں اور 12میٹر لمبا ایک مینار الگ سے بنایا گیا ہے جس کے ذریعہ مسجد شہر میں داخل ہوتے ہی نظر آنا شروع ہو جاتی ہے۔

مقامی میڈیا نے بھی تقریب افتتاح کی کوریج کی۔ایک صحافی Mr Marlin نے کہا کہ آج سے دو سال قبل جماعت احمدیہ نے مسجد کی تعمیر کا وعدہ کیا تھا اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ جماعت نے وعدہ وفا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مسجد کو دین اسلام کے حقیقی پیغام کو اہل علاقہ تک پہنچانے کا ذریعہ بنائے اور اس کی تعمیر میں حصہ لینے والے تمام احباب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔آمین۔

محمد انور شہزاد

دلچسپ و مفید واقعات و حکایات

بیان فرمودہ

حضرت مصلح موعودؓ

قسط 2

جسمانی صحت کے لیے کھیل اور ورزش ضروری ہے

جب مَیں لاہور گیا تو ایک جگہ موٹر خراب ہوگئی۔ وہاں قریب ہی کرکٹ کی کھیل ہو رہی تھی۔ کرکٹ کے ایک شوقین دوست ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے شوق ظاہر کیا کہ کھیل دیکھ لیں میں بھی وہاں چلا گیا۔ وہاں ہندوستان کے ایک مشہور لیڈر آگئے اور مجھے دیکھ کر حیرانی سے کہنے لگے آپ بھی یہاں آگئے میں نے کہا یہاں آنے میں کیا حرج ہے؟ کہنے لگے یہاں کھیل ہو رہی ہے۔ میں نے کہا میں تو خود ٹورنامنٹ کراتا ہوں اور کھیلنے بھی جاتا ہوں۔ پہلے فٹ بال بھی کھیلا کرتا تھا مگر اب صحت اسے برداشت نہیں کرتی۔

اُنہیں یہ باتیں سُن کر بہت تعجب ہوا۔ گویا پڑھے لکھے مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال ہے کہ دین اور ورزش ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلوار کی کھیل خود کراتے۔ حدیث میں آتا ہے ایک دفعہ تیراندازی کے موقع پر خود بھی خواہش ظاہر کی کہ میں بھی شامل ہوتا ہوں۔ صحابہؓ نے کہا آپ جس فریق کے ساتھ شامل ہوں گے اُس کے خلاف کس طرح کوئی مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گا۔ آپ ﷺ حضرت عائشہؓ کے ساتھ مقابلۃً دَوڑے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام منگلیاں پھیرا کرتے تھے۔ ایک دوست کے پاس اب بھی موجود ہے اور ایک ہمارے گھر میں ہے۔ میں نے خود بھی منگلیاں خریدیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو پتہ لگا تو آپؑ نے فرمایا مجھے دکھاؤ۔ پہلے تو میں ڈرا کہ شاید ناراض ہوں مگر جب لے کر گیا تو دیکھ کر فرمانے لگے ہلکی ہیں میں یہ نہیں پھیر سکتا۔

تو دونبیوں کے متعلق تو ہمیں معلوم ہے کہ ورزش میں حصہ لیتے تھے۔ خود رویا میں مجھے بتایا گیا کہ ورزش نہ کرنا بعض حالات میں گناہ ہوتا ہے کیونکہ پھر انسان دین کے کاموں میں حصہ نہیں لے سکتا۔ پس میں دوستوں سے اُمید کرتا ہوں کہ جو کسی رنگ میں معذور نہ ہوں ایسی ورزشیں اختیار کریں جو صحت کو عمدہ بنانے، تکالیف برداشت کرنے کے قابل بنانے، بہادری اور جرأت پیدا کرنے والی ہوں۔

(خطابات شوریٰ جلد 1صفحہ 338)

تجارت کے اصول

تجارت کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ تجارت کے متعلق عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے اور سرمایہ ہمارے پاس نہیں اِس لئے ہم تجارت نہیں کر سکتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ایک ہندو نے بتایا تجارت ڈیڑھ پیسہ سے شروع کرنی چاہئے۔ فرماتے ایک شخص کو دیکھا جو لکھ پتی تھا مگر اس کا بیٹا پکوڑوں کی دکان کرتا تھا۔ پوچھا یہ کیا تو کہنے گا اگر ابھی اِسے سرمایہ دے دیا جائے تو ضائع کر دے گا۔ اب اتنے کام سے ہی اسے تجربہ حاصل کرنا چاہئے، یہ اِسی سے اپنی روٹی چلاتا ہے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1صفحہ 446)

توکل اور تدبیر

شریعت نے بھی مختلف حالات کے متعلق مختلف احکام بیان کئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا زکوٰۃ کے متعلق کیا حکم ہے؟ اُنہوں نے کہا زکوٰۃ کے متعلق دو حکم ہیں۔ ایک تمہارے لئے اور ایک میرے لئے۔ تمہارے لئے تو یہ حکم ہے کہ چالیس پر ایک روپیہ زکوٰۃ دو۔ لیکن میرے لئے یہ حکم ہے چالیس پر 41 روپے دوں۔ اس نے کہا یہ فرق کیوں؟ فرمانے لگے مجھے خدا تعالیٰ نے توّکل کے مقام پر کھڑا کیا ہے اور تجھے تدبیر کے مقام پر۔ تم اگر مال جمع کرو تو تمہارے لئے یہ حکم ہے کہ چالیس پر ایک روپیہ دو۔ لیکن میں چونکہ توّکل کے مقام پر ہوں اِس لئے اگر میرے پاس چالیس روپے جمع ہو جائیں تو اِس لئے 41 دوں کہ مجھے جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جمع کرنے پر مجھے ایک روپیہ زائد جمع شدہ سے جرمانہ دینا چاہئے۔

غرض ہماری جماعت میں دونوں گروہ ہیں توّکل والا بھی اور تدبیر والا بھی۔ تدبیر والے گروہ کے لئے ضروری ہے کہ ہر جائز تدبیر سے کام لے اور اپنے لواحقین کے لئے جو انتظام ممکن ہو کرے اور توّکل والے کے لئے یہ ہے کہ وہ اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آتا ہے۔ آپ ﷺ کوئی سرمایہ نہ رکھتے تھے۔ اگر آپ ﷺ کے پاس ایک درہم بھی آیا تو آپ ﷺ نے محتاجوں میں تقسیم فرما دیا۔ مگر بیویوں کے لئے سال کا غلّہ مہیا کر دیتے تھے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1صفحہ 465)

بحث نشہ آور چیز ہے

عام طور پر جب لوگ مشورے کرتے ہیں تو بحث و مباحثہ کی رو کے ماتحت کج بحثی کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ بحث اچھی چیز ہے اس سے بہت سی حقیقتیں کھل جاتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ یہ ایک نشہ آور چیز ہے۔ جب لوگ کسی امر کے متعلق بحث کر رہے ہوتے ہیں تو وہ نشہ محسوس کرتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ان سے وہ مسئلہ پوشیدہ ہو جاتا ہے جس کے متعلق بحث شروع کی جاتی ہے وہ کہیں کے کہیں نکل جاتے ہیں۔

ان کی مثال اس چیتے کی سی ہوتی ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ کہیں سِل پڑی تھی جسے وہ چیتا چاٹنے گا۔ چاٹتے چاٹتے اس کی زبان سے خون نکل آیا۔ اس پر اس نے یہ سمجھا کہ سِل چاٹنے سے مزا آرہا ہے اور آخر چاٹتے چاٹتے اس کی ساری زبان کٹ گئی۔

بحث و مباحثہ میں بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ جب کوئی ایسا شخص اس میں شامل ہوتا ہے جو اپنے نفس پر پوری طرح قابو نہیں رکھتا تو اس مسئلہ کا خیال اس کے دل سے محو ہو جاتا ہے۔ وہ بحث میں ایسی لذت پاتا ہے کہ گویا اس کی ساری ترقیات کا مدار اس پر ہوتا ہے کہ اسے جیتا ہوا سمجھا جائے۔ ایسی

بحث لعنت کا موجب بن جاتی ہے اور بحث کرنے والے کو تباہ کر دیتی ہے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1صفحہ 477-478)

مسلمان قاضی کی حالت

بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ نے ایک شخص کو قاضی مقرر کر دیا۔ اُس کے دوست یہ سمجھ کر آئے کہ وہ خوش ہو رہا ہو گا ہم بھی اس کی خوشی میں شریک ہوں۔ مگر آکر دیکھا کہ وہ رو رہا تھا۔ اُنہوں نے پوچھا کیوں رو رہے ہو تمہیں تو خوش ہونا چاہئے تھا۔ اُس نے کہا میرے لئے یہ خوشی کی بات نہیں۔ بادشاہ نے میرے سپرد ایسا کام کیا ہے جس کے متعلق مجھے ذاتی طور پر کوئی علم نہ ہو گا۔ میرے پاس مدعی اور مدعا علیہ اپنا مقدمہ لے کر آئیں گے۔ مدعی کو معلوم ہو گا کہ اصل بات کیا ہے اور مدعا علیہ کو بھی معلوم ہو گا کہ حقیقت کیا ہے مگر مجھے کچھ معلوم نہ ہو گا اور اُن کا فیصلہ کرنا میرا کام ہو گا۔ گویا دو بیناؤں کو مجھ نابینا کے سپرد کیا جائے گا کہ میں اُن کی راہنمائی کروں۔ دو عالموں کو مجھ جاہل کے سپرد کیا جائے گا کہ میں اُنہیں تعلیم دوں۔ اِس سے زیادہ میرے لئے خطرہ کی اور کیا بات ہوسکتی ہے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1صفحہ 479)

ہمیں دوسروں کی طاقت اور اپنی کمزوری دیکھ کر ڈرنا نہیں چاہئے
ہماری کمزوری اور ناطاقتی سے ہم سے زیادہ واقف کوئی نہیں ہوسکتا۔

دُشمن ہمیں کمزور دیکھ کر کہتا ہے کچل کر رکھ دوں گا مگر وہ جتنا کمزور ہمیں سمجھتا ہے ہم اس سے بھی بہت زیادہ کمزور ہیں۔

ابھی پچھلے دنوں ایک شخص نے کہا جسے غرور تھا کہ پنجاب میں ان کی رَو چلی ہوئی ہے کہ ہم احمدی جماعت کو کچل ڈالیں گے۔ اگر میرا نفس بھی موٹا ہوتا تو میں اُسے یہ جواب دیتا کہ تم ہمیں کیا کچلو گے ہم تمہیں کچل کر رکھ دیں گے۔ مگر مَیں اُس کی بات سُن کر مُسکرا پڑا۔ میرے نفس نے کہا جس جماعت کی کمزوری اور ناتوانی کو دیکھتے ہوئے یہ کہہ رہا ہے کہ اسے کچل دیا جائے ہم جانتے ہیں یہ جماعت اُس سے بھی زیادہ کمزور ہے جس قدر اسے کمزور سمجھا جا رہا ہے۔ پھر میں اِس پر بھی مسکرایا کہ اُسے معلوم نہیں کہ ہم کس کی گود میں بیٹھے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو پہلوان سمجھتا ہے اور ہماری جماعت کو بچہ کی طرح کمزور قرار دیتا ہے۔ یہ اِس بچہ پر ہاتھ اُٹھاتا ہے اور اِس بات پر فخر کا اظہار کرتا ہے کہ ہم اسے کچل کر اور مسل کر رکھ دیں گے۔ اگر واقعہ میں یہ اپنے آپ کو پہلوان سمجھتا ہے اور اپنے مقابلہ میں جماعت احمدیہ

کو بچہ قرار دیتا ہے تو اُسے شرم آنی چاہئے کہ ایک بچہ کے سامنے اِس قسم کا دعویٰ کرتا ہے لیکن کاش! اس کی آنکھیں ہوتیں اور کاش وہ یہ دیکھتا کہ یہ بچہ ایسے باپ کی گود میں بیٹھا ہے جس کے مقابلہ میں ساری دُنیا کی طاقتوں کی حقیقت مچھر کے برابر بھی نہیں اور تمام دُنیا کے طاقتور چیونٹی کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ اس کا یہ کہنا کہ ہم جماعت احمدیہ کو کچل کر رکھ دیں گے بے شک ظاہری سامان ایسے ہی ہیں کہ کچل دیں مگر اس جماعت کی حفاظت کے لئے ایک ایسی ہستی کھڑی ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اور وہ ایک لحہ میں بڑے سے بڑے دشمن کو ملیامیٹ کرسکتا ہے۔

اِس کے متعلق ایک مثال ہی کیوں نہ پیش کر دی جائے، ایک جج تھا جس کے سامنے ایک مقام کی جماعت احمدیہ کا ایک مقدمہ پیش تھا اُس سے توقع تھی کہ احمدیوں کے حق میں فیصلہ کرے گا۔ وہاں کی جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کی کہ دعا کی جائے خدا تعالیٰ کامیابی عطا کرے۔ آپؑ نے لکھا دعا کی گئی ہے، خدا تعالیٰ فضل کرے گا۔ لیکن ظاہری حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ وہ جج جو احمدیوں سے ہمدردی رکھتا تھا بدل گیا اور ایک ایسا جج آ گیا جسے احمدیوں سے سخت عداوت تھی اور جس کے متعلق خیال تھا کہ وہ احمدیوں کے خلاف فیصلہ کرے گا۔ آخر اُس نے فیصلہ کے نوٹ لکھ لئے اور جس دن وہ عدالت میں فیصلہ سُنانے والا تھا احمدیوں کو سخت گھبراہٹ پیدا ہو گئی تھی کہ آج ان کے ہاتھ سے مسجد نکل جائے گی جس کے متعلق مقدمہ تھا۔ اُس وقت بعض کو یہ بھی خیال آ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو لکھا تھا کہ خدا تعالیٰ فضل کرے گا اور کامیابی ہو گی، مگر اب تو بات انتہاء کو پہنچ چکی ہے، پھر کامیابی کس طرح ہو گی؟ آخر جج نے فیصلہ کے کاغذات لئے اور کپڑے پہن کر کچہری میں جانے لگا تا کہ فیصلہ سُنائے۔ اُس وقت اس نے نوکر سے کہا بوٹ پہنا دے۔ وہ بوٹ پہنا رہا تھا کہ اس نے محسوس کیا جج صاحب کو جھٹکا لگا ہے اُوپر نگاہ کر کے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جج صاحب کی جان نکل چکی ہے۔ اِس طرح اُس کا فیصلہ لکھا لکھایا ہی رہ گیا اور ایک دوسرے جج نے فیصلہ کیا جو احمدیوں کے حق میں تھا۔

تو ایسے فیصلے ہوا کرتے ہیں لیکن دُنیا اپنی طاقت کو دیکھتی ہے اور یہ نہیں دیکھتی کہ اِس طاقت کو ایک لحہ میں سلب کر لینے والی ہستی بھی موجود ہے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 483-484)

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان نصرت الٰہی

جن کو خدا تعالیٰ دُنیا کی اصلاح کے لئے چنتا ہے وہ جب دُنیا سے کہتے ہیں کہ ہم غالب ہو جائیں گے، کوئی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور دُنیا اُن سے کہتی ہے تمہیں مسل کر رکھ دیا جائے گا۔ تو اُس وقت دُنیا خود کہتی ہے کوئی انسانی تدبیر اسے ہم پر غلبہ نہیں دلا سکتی۔ انسانی تدبیر نے ہمیں غلبہ دیا ہوا ہے۔ تب خدا تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے جو اُس کو طاقتور اور اُس کے مخالفوں کو کمزور بنا دیتی ہے۔ اُس وقت وہ خود یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہمیں یہ اپنی تدبیر اور اپنی کوشش سے کبھی مغلوب نہیں کرسکتا تھا۔ تب خدا تعالیٰ اسے غالب کرتا ہے تو دُنیا کو ماننا پڑتا ہے کہ یہ اپنے آپ غالب نہیں ہوا بلکہ ایک اور طاقت تھی جس نے اسے غلبہ عطا کیا ہے۔ یہی وہ آواز تھی جو ہمارے اندر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اُٹھی جس کا اُس وقت کوئی بھی ساتھی نہ تھا۔ اس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پا کر اعلان کیا کہ ”دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“ پھر اُسی وقت کی یہ آواز تھی کہ ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں جوانی کے ایام میں بٹالہ گیا۔ وہاں نیا نیا وہابیوں کا چرچا شروع ہوا تھا۔ ایک مولوی صاحب کے ساتھ بحث کرنے کے لئے آپ کو کہا گیا۔ اُس وقت آپ کا کوئی دعویٰ نہ تھا۔ فرماتے مجھے لوگ مباحثہ کے لئے لے گئے۔ میں جب وہاں گیا تو جس شخص سے مباحثہ ہونا تھا اُسے میں نے کہا آپ اپنا عقیدہ پیش کریں اگر وہ صحیح ہو گا تو میں تسلیم کرلوں گا ورنہ بحث کروں گا۔ اُس نے کہا میرا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن سب پر مقدم ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو قول صحیح ثابت ہو اُسے ماننا چاہئے میں نے کہا یہ تو بالکل درست عقیدہ ہے اور بحث کو ترک کر دیا۔ اس پر وہی لوگ جو ساتھ لائے تھے مجھے چھوڑ کر چلے گئے اور دوسروں نے کہا اسے شکست ہو گئی ہے۔

گویا اُس وقت سارے کے سارے لوگ خلاف ہو گئے۔ تب یہ الہام ہوا۔ ”تیرا خدا تیرے اِس فعل سے راضی ہوا۔ اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“۔ گویا یہ الہام اُس وقت ہوا جب آپ نعوذ باللہ ذلیل وجود سمجھے گئے۔ اور یہ کہا گیا کہ آپ ہار گئے ہیں۔ ایسے وقت میں یہ آواز آپ نے اُٹھائی۔ اب دیکھو یہ کیسی سچی ثابت ہوئی۔

ایک دفعہ ایک امریکن نے جو قادیان آیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گفتگو کرتے ہوئے کہا یسوع مسیح تو معجزے دکھاتا تھا آپ کے معجزات کون سے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا آپ بھی میرا معجزہ ہیں۔ اس نے کہا یہ کس طرح۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب مجھے میرے گاؤں کے لوگ بھی نہ جانتے تھے اُس وقت میں نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر کہا تھا یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ اِس میں خدا تعالیٰ نے بتایا تھا کہ دُنیا کے گوشوں سے کھینچ کر لوگوں کو یہاں لاؤں گا۔ آپ اب جو آئے ہیں تو اِسی لئے آئے ہیں ورنہ آپ کو مجھ سے اور کیا تعلق تھا۔

پس یہ بات یاد رکھیں کہ کسی امر کے متعلق مشورہ کرتے وقت اپنی قوت اور طاقت کو نہ دیکھیں بلکہ یہ دیکھیں کہ اس امر کی دین کو سچی ضرورت ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو خواہ ہمارے جسموں کی آخری بوٹی تک اُڑ جائے وہ کام ہمیں کرنا چاہئے۔ جہاں خدا تعالیٰ ایسی حالت میں اپنی قدرت نمائی کرتا اور کامیابی کے سامان پیدا کر دیتا ہے وہاں یہ بات بھی مدِّنظر رکھتا ہے کہ اُس کے بندے صحیح ایمان اور یقین کے ساتھ بات کریں۔ اور جتنا صحیح اور پختہ ایمان ہو گا اُتنی ہی عظیم الشان کامیابی ہو گی لیکن اگر دل میں کامیابی کے متعلق کسی قسم کا شک وشبہ ہو گا تو کامیابی میں اتنی ہی کمی اور توقف ہو گا۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 489-491)

سب کو ایک جیسا نہ سمجھو

عام طور پر لوگ یہ خیال کرلیا کرتے ہیں کہ جب ہم طاقتور ہیں تو سب لوگ طاقتور ہوں گے۔

ایک لطیفہ مشہور ہے کہ بادشاہ کا ایک حجام تھا۔ وزراء بھی اُسی سے حجامتیں کرایا کرتے تھے۔ ایک دن ایک وزیر نے خوش ہو کر اُسے پانچ سو اشرفی دے دی۔ اس کے بعد کسی دن ایک امیر نے اُس سے پوچھا شہر کا کیا حال ہے؟ تو اُس نے کہا لوگ بہت مزے میں ہیں۔ روپیہ کی اتنی بہتات ہے کہ کوئی شخص ایسا نہ ہو گا جس کے پاس کم از کم پانسو اشرفی نہ ہو۔ اُس کی یہ بات جب پھیلی تو دوسرے امراء بھی مذاق کے طور پر اُس سے یہی پوچھتے اور وہ سب کو یہی جواب دیتا۔ آخر تجویز کی گئی کہ اس کی تھیلی کسی طرح اُڑالی جائے۔ چونکہ وہ اُسے ساتھ لئے پھرتا تھا۔ کسی نے اُٹھا کر کہیں چھپا دی۔ چونکہ وہ اِس کے متعلق امراء سے کچھ کہہ نہ سکتا تھا اِس لئے چُپ ہو گیا۔ پھر جو آیا تو اُس سے پوچھا گیا بتاؤ شہر کا کیا حال ہے؟ کہنے لگا حال کیا ہے۔ سب لوگ بُھوکے مرتے ہیں، کسی کے پاس کچھ نہیں اُس امیر نے اُسے تھیلی دے دی اور کہا لو اپنی تھیلی اور شہر کو بُھوکا نہ مارو۔ تو یہ تباہی و بربادی کا بیج ہوتا ہے کہ سب کو ایک جیسا سمجھ لیا جائے حالانکہ وہ ایسے نہ ہوں۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 492)

نشانہ لگانا سیکھو

میں ابتدائی ایام سے بندوق چلانے کا شائق رہا ہوں بچپن میں ہی مجھے شکار کھیلنے کا شوق تھا۔ میں شکار مار کر خود نہ کھاتا تھا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لا کر دے دیتا تھا۔ آپؑ چونکہ دماغی کام کرتے تھے اس لئے شکار کا گوشت آپ کے لئے مفید ہوتا تھا اور آپ اسے پسند بھی فرماتے تھے۔ اس وقت مجھے اتنی مشق تھی کہ میں پانچ چھ چھرّے لے جاتا اور ہوائی بندوق سے چار پانچ پرندے مار لاتا۔ حالانکہ وہ بندوق بھی معمولی قسم کی ہوائی بندوق ہوتی تھی۔

میری یہ رائے ہے کہ نشانہ معمولی قسم کے اوزار سے بھی سیکھا جا سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ کسی قسم کی نشانہ بازی کا رواج ہو جائے۔ تو جماعت میں ایسی مشاقی پیدا ہو جائے گی کہ اگر کبھی بندوق چلانے کا موقع ملے تو اچھا نشانہ لگا سکیں گے اس وجہ سے میری تجویز یہ ہے کہ ایسی کلبیں بنائی جائیں کہ ان میں ہر قسم کی نشانہ بازی کی مشق کرائی جائے۔ حتیٰ کہ جہاں کے لوگ ہوائی بندوق بھی نہ خرید سکیں وہ بھی نشانہ بازی کرسکیں۔ اور نہیں تو تیر ہی چلانے کی مشق کریں۔ اب تیر چلانے کا رواج نہیں رہا پہلے اِس قسم کی لوگوں کو بہت مشق ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ جانور مار لیا کرتے تھے۔

ایک فرانسیسی سیاح برنیر لکھتا ہے۔ ایک علاقہ میں سپاہیوں نے ایک بڑھیا کا گھر لوٹ لیا اور اسے پکڑ کر لے چلے۔ بڑھیا نے کہا جب میری بیٹی آئے گی تو تم لوگوں کو نقصان پہنچائے گی۔ بہتر ہے کہ مجھے چھوڑ دو مگر اُنہوں نے نہ مانا۔ آخر دیکھا کہ دور سے گھوڑے پر سوار ایک عورت آ رہی ہے اس نے پاس آ کر سپاہیوں سے کہا میری ماں کو چھوڑ دو مگر اُنہوں نے نہ چھوڑا۔ اس نے تیر مار کر ان میں سے ایک کو گرا دیا۔ اسی طرح باری باری اس نے پانچ چھ کو مار دیا اور باقی بھاگ گئے۔

گو میں سمجھتا ہوں تیر کا نشانہ اور طرح کا ہوتا ہے اور بندوق کا اور طرح کا۔ لیکن ہاتھ اور آنکھ کو نشانہ لگانے میں جو پریکٹس ہو جاتی ہے۔ اس سے ہر موقع پر نشانہ لگانے میں مدد مل سکتی ہے۔..... چاہے تیر چلاؤ، چاہے غلیل چلاؤ، چاہے ہوائی بندوق چلاؤ، چاہے رائفل چلاؤ۔ مگر نشانہ لگانا سیکھو۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 506-507)

عقل مند بیوی

ایک شخص کے متعلق مشہور ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا۔ اُسے اور تو کوئی وجہ نہ ملی۔ اس نے بیوی کو روٹی پکاتے دیکھا تو کہنے لگا روٹی تو تم ہاتھوں سے پکاتی ہو تمہاری کُہنیاں کیوں ہلتی ہیں۔ عورت تھی

سمجھدار۔ اُس نے دیکھا خواہ مخواہ لڑائی کے لئے بہانہ بنا رہا ہے اُس نے کہا بے شک مجھے گھر سے نکال دینا مگر خواہ مخواہ غصہ سے اپنا دل کیوں بُرا کرتے ہو۔ آرام سے کھانا کھا لو پھر جو مرضی ہو کرنا۔ وہ جب کھانا کھانے لگا تو عورت جوتی لے کر کھڑی ہوگئی کہ بتاؤ روٹی تو تم منہ سے کھاتے ہو تمہاری داڑھی کیوں ہلتی ہے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 551)

اپنے عملوں پر نہیں خدا کے فضل پر نظر رکھو

ہمارے دوستوں کو اپنے کاموں میں احتیاط ملحوظ رکھنی چاہئے۔ اگر کسی نے جنت کے مطابق عمل کر لئے تو وہ بری ہوسکتا ہے لیکن اگر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا حتّٰی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نہیں کہا کہ آپ اعمال سے بری ہو گئے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ عرض کیا جب خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ سے کہہ دیا ہے کہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں تو رات کو اِتنی اِتنی دیر عبادت کے لئے آپ ﷺ کیوں کھڑے رہتے ہیں؟ اِس پر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں عبدِشکور نہ بنوں۔

پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے متعلق سمجھتے ہیں کہ آپ اِس حد کو نہیں پہنچے کہ خدا تعالیٰ سے کہہ سکیں میں نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی تو اَور کون کہہ سکتا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے جب آپ فوت ہونے لگے تو ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ ’’الٰہی! میں کوئی انعام نہیں چاہتا۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ میری کوتاہیوں پر مجھ سے گرفت نہ ہو۔ میرے لئے یہی انعام بہت بڑا ہے‘‘۔ اگر اُن کا یہ معیار ہے کہ دین کی بہت بڑی خدمات کر کے بھی اپنے آپ کو قاصر سمجھتے تو عوام اگر یہ سمجھیں کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی تو بہت بڑی کوتاہی اور غفلت کی بات ہوگی۔ ہمارے اندر جو لوگ کوتاہی کرنے والے ہیں ان کی ذمہ داری بھی ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ہم خود اپنا فرض ادا کرتے ہیں تو دوسروں کی کوتاہی کو دُور کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی میں سفید بال آگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا سُورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ کیونکہ اس میں دوسروں سے متعلق ذمہ داری ڈالی گئی ہے تو دوسروں کی ذمہ داری کو بھی جماعت کے نمائندے سمجھیں۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 565)

کیا آپ استاد ہیں؟

ایک بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جج تھے۔ انگریزی کی کتابوں میں بھی ان کے قصے آتے ہیں۔

ایک قصہ میں ذکر ہے کہ ان کے سامنے گواہوں کی ایک جماعت پیش ہوئی۔ تو ان میں سے ایک کے متعلق اُنہوں نے کہا کیا آپ اُستاد ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ کسی نے پوچھا آپ نے کس طرح معلوم کر لیا کہ یہ استاد ہیں؟ انہوں نے کہا استاد کا طالب علموں سے واسطہ پڑتا ہے اور وہ حکم چلانے کا عادی ہوتا ہے اِس وجہ سے اِس میں بھی آداب مفقود ہو جاتے ہیں۔ ممکن ہے قدرتی طور پر حکم کرنے والوں سے آداب مفقود ہو جاتے ہوں مگر اسلام اِس کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام میں جتنا کوئی بڑا ہو اُتنا ہی زیادہ مؤدب ہوتا ہے۔ اس بات کو خاص طور پر مدنظر رکھنا چاہئے اور اس کے مطابق اپنا طریقِ عمل بنانا چاہئے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 575)

عقل خدا کی دین ہے

دُنیا میں عقلمند سے عقلمند انسان دوسرے سے سبق حاصل کرسکتا ہے اور کسی کی بات ردّ کرنے کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ اُس کی بے وقوفی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ بسا اوقات ایسا شخص 99 دفعہ اچھی بات سوچ لیتا ہے لیکن سَو ویں دفعہ اُسے دوسرے سے سبق مل جاتا ہے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 576)

امام ابو حنیفہؒ نے کیا ہی عمدہ بات فرمائی ہے۔ کسی نے اُن سے کہا کیا کسی نے آپ کو بھی کبھی ایسی نصیحت کی جس کا آپ کے دِل پر گہرا نقش ہوا؟ اُنہوں نے کہا کبھی کسی بڑی عمر کے انسان نے کوئی بات ایسی مجھے نہیں بتائی جو غیر معمولی طور پر یاد رکھنے کے قابل ہو، ہاں ایک بچہ نے مجھے ایسی بات کہی تھی۔ اُس نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بارش ہو رہی تھی، چھوٹی عمر کا ایک بچہ تھا جو اِدھر اُدھر دَوڑ رہا تھا میں نے خیال کیا کیچڑ میں وہ گر پڑے گا اِس وجہ سے میں نے اُسے کہا میاں بچے! سنبھل کر چلو ایسا نہ ہو کہ پاؤں پھسل جائے اور گر پڑو۔ یہ سُن کر اُس نے میری طرف مُڑ کر دیکھا اور کہا امام صاحب! آپ اپنی فکر کریں۔ مَیں پھسلا تو میری اپنی ہی ہڈی پسلی ٹوٹے گی لیکن اگر آپ پھسلے تو اور بھی بہت سے لوگ تباہ ہو جائیں گے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 480)

امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ یہ ایسا قیمتی سبق تھا کہ اس پایہ کا اور کوئی سبق مجھے نہیں ملا۔

اصل بات یہ ہے کہ عقل خدا تعالیٰ کی دین ہے۔ اُس نے عقل تقسیم کرتے وقت ساری کی ساری کسی ایک کو نہیں دے دی بلکہ سب میں بانٹ دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدصُورت سے بدصُورت چیز کے بھی بعض حصے خوبصورت ہوں گے۔ اسی طرح بے وقوف سے بیوقوف کی بات کا بھی کوئی نہ کوئی حصہ اچھا ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خادم پیرا نام تھا۔ وہ اتنا کم فہم تھا کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے تھے کہ ہفتوں بڑی کوشش سے اُسے کلمہ یاد کرایا۔ ایک دفعہ اُس سے کسی نے پوچھا تمہارا مذہب کیا ہے؟ کہنے لگا ہمارے گاؤں کے پنچ کو معلوم ہے اُس سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ مگر باوجود ایسی عقل و سمجھ رکھنے کے وہ بھی بعض اوقات عقل کی بات کر جاتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تار دینے کے لئے اُسے بٹالہ بھیجا۔ وہاں سے آ کر اُس نے بتایا کہ مجھے مولوی محمد حسین بٹالوی ملا تھا۔ کہنے لگا وہاں کیوں رہتے ہو؟ وہاں سے چلے جاؤ اور بھی بہت باتیں کرتا رہا۔ میں نے اُسے کہا میں کچھ پڑھا لکھا تو ہوں نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ مرزا صاحب وہاں اپنے گھر میں بیٹھے ہیں اور لوگ دُور دُور سے ان کے پاس آتے ہیں۔ تم لوگوں کو ان کے پاس جانے سے روکتے رہتے ہو مگر کوئی تمہاری بات نہیں سنتا اور تم اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے ہو۔ یہ اُس کے منہ سے بھی ایسی بات نکل گئی جو بالکل سچی اور پکی تھی اور جس کا مولوی محمد حسین صاحب جیسے عالم کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ پس اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ اس کے سوا کوئی اور عقل کی بات نہیں کرسکتا تو یہ غلط خیال ہے اور اس وجہ سے اپنی بات کی پچ اور ضِدّ پیدا ہو جاتی ہے۔

(خطابات شوریٰ جلد 1 صفحہ 576-577)

(باقی آئندہ بروز ہفتہ ان شاء اللہ)

بقیہ: ہماری زندگی کی دیگر کُجیاں...... از صفحہ 3

کتب بطور ای لائبریری موجود ہیں۔ یہ ان کا مشغلہ ہے اور وہ روزانہ کی بنیاد پر دنیا بھر کی کتب کو اپنی لائبریری کی کُجی میں شامل کرنے میں مصروف عمل رہتے ہیں۔

پرانے وقتوں میں سینکڑوں احباب نے الفضل کو جلدیں کروا کے اپنے گھروں میں محفوظ کر رکھا تھا۔ جن کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا کہ الفضل کا ایک ایک شمارہ ایک ایک ہزار روپے میں فروخت ہو گا۔ ہمارے ایک مربّی بھائی مکرم احمد طاہر مرزا نے گھانا سے مجھے بتایا کہ الفضل کے پرانے اخبار سکین کر کے محفوظ کرنا میرا مشغلہ ہے۔

مضمون طوالت پکڑتا جا رہا ہے۔ اسی پر بس کرتے ہوئے صرف اتنا تحریر کر دیتا ہوں کہ لوگوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق دنیا بھر میں پائے جانے والے رنگا رنگ کے پھول، موروں کے پَر اور خوبصورت تتلیاں اپنی کُجیوں میں جمع کر رکھی ہیں جن سے اللہ کی وحدانیت، اس کی یکتائی اور قدرت کے جلوے یاد آتے ہیں۔

الغرض کُجی ذخیرہ کرنے کی وہ عمدہ چیز ہے جو انسان کے اپنے کام تو آتی ہی ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد اس کی اولاد اور عزیز و اقارب کے بھی کام آجاتی ہے۔ اسی لئے علم کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے۔

خاکسار کے اداریہ ’’کُجیاں‘‘ پر جو بہت سی آراء موصول ہوئیں ان میں سے دو آراء اپنے اس مضمون میں حُسن پیدا کرنے کے لیے یہاں دی جا رہی ہیں۔

• مکرم چوہدری صفدر نذیر گولیکی نے خاکسار کے کُجیاں نامی مضمون پر لکھا کہ ’’آپ کا مضمون کُجیاں پڑھ کر مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ خاکسار کی ایک ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی خاکسار نے انہیں چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جو 25ہزار روپے تھا۔ انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو 20ہزار نکلے اور باقی کی ادائیگی کا سوچنے لگے۔ فوراً خیال آیا کہ میں نے ایک مٹی کا گلہ رکھا ہوا ہے اس کی طرف چلتے ہیں۔ جب اس کو توڑا تو 25ہزار روپے کے لگ بھگ رقم نکل آئی اور وہ اپنے ذمہ چندہ سے زائد ادا کر کے سرخرو ہوئے۔‘‘

• مکرمہ امۃ الشافی رومی جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بھارت نے لکھا کہ ’’کُجیاں نام سے موسوم اداریہ صرف بچوں کے لیے نہیں بلکہ تمام جماعتی افراد کے لیے بہت اچھا سبق ہے۔ زندگی کو آسان کرنے اور خدا تعالیٰ کے افضال کا وارث بننے کا عمدہ طریق بھی ہے۔ یہ محض الفضل کی برکت ہے کہ ہر روز ہماری تربیت کے سامان ہوتے رہتے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہر آن ہمارے ساتھ ہو اور ہماری کُجیوں کی رقوم اور علوم و فنون کو اپنی اور اپنی نسل کی فلاح و بہبود اور جماعت احمدیہ کی ترقیات کے لیے استعمال کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(ابو سعید)

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

2/ اکتوبر 1922ء دوشنبہ (سوموار)

مطابق 10 صفر 1341 ہجری

صفحہ اول و دوم پر حضرت مصلح موعودؓ کی ایک تازہ نظم شائع ہوئی جو حضورؓ نے گورداسپور سے واپسی کے سفر میں کہی۔اس کے چند اشعار ذیل میں تحریر ہیں۔

ملک بھی رشک کرتے ہیں وہ خوش نصیب ہوں میں
وہ آپ مجھ سے کہتا ہے نہ ڈر قریب ہوں میں
کر اپنے فضل سے تُو میرے ہم سفر پیدا
کہ اس دیار میں اے جانِ من غریب ہوں میں
مرے پکڑنے پہ قدرت کہاں تجھے صیاد
کہ باغِ حسنِ محمدؐ کی عندلیب ہوں میں
نہ سلطنت کی تمنا نہ خواہش اکرام
یہی ہے کافی کہ مولیٰ کا اک نقیب ہوں میں

دوسرے صفحہ پر حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کی جانب سے ’’صیغہ لنگر خانہ کی ہفتہ وار رپورٹ‘‘ شائع ہوئی ہے۔یہ رپورٹ 20 تا 26 ستمبر کے اخراجات اور مہمانان کی تفصیل پر مشتمل ہے اور پہلی مرتبہ الفضل میں اس رپورٹ کی اشاعت ہوئی۔

صفحہ نمبر 3 تا 5 پر ایک مضمون بعنوان ’’احمدیت ولایت کے ایک اخبار کی نظر میں‘‘ شائع ہوا ہے۔دراصل اس مضمون میں ولایت سے شائع ہونے والے ایک اخبار ’’ویسٹ افریقہ‘‘ میں سلسلہ احمدیہ سے متعلق شائع ایک مفصل مضمون کے کچھ اقتباسات دیئے گئے ہیں۔مذکورہ اخبار 3 جون 1922ء کی اشاعت میں زیرِعنوان ’’سلسلہ احمدیہ ہندوستان، مغربی افریقہ اور لنڈن میں‘‘ تحریر کرتا ہے کہ ’’اسلامی سلسلہ احمدیہ لنڈن میں اور درحقیقت تمام انگلینڈ میں مستقل ترقی کر رہا ہے۔یہ بیان ان لوگوں کے لیے واقعی موجبِ حیرت ہو گا جو اس مذہب سے تعلق نہیں رکھتے۔لیکن وہ اور زیادہ متحیر ہوں گے جب ان کو یہ معلوم ہو گا کہ دولتِ برطانیہ دوسری سلطنتوں کی نسبت مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد پر حکمران ہے۔اس لحاظ سے حقیقت یہ ہے کہ حکومتِ برطانیہ معلومہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت ہے۔‘‘

اس کے بعد مذکورہ اخبار عیدالفطر کی تقریب کے سلسلہ میں احمدیہ مسجد لنڈن میں نمازِ عید کی ادائیگی کے متعلق لکھتا ہے ’’گزشتہ اتوار کو جو کہ ماہ رمضان کے خاتمہ کے بعد آیا، مسجد احمدیہ میلرز روڈ ساؤتھ فیلڈز میں جو دارالسلطنت برطانیہ میں سلسلہ احمدیہ کا مرکز ہے ایک تہوار منایا گیا۔فی الحال تو مسجد کی حیثیت ایک پرائیویٹ مکان کی سی ہے۔مگر مکان اور اس کی متعلقہ زمین جو مکان کی پشت پر ہے خریدی جا چکی ہے۔جس پر آئندہ ایک دو سال کے عرصہ میں مسجد کی تعمیر ہو گی۔جس پر پندرہ ہزار پونڈ صرف ہوں گے اور جس میں تین سو نمازی ایک وقت میں نماز پڑھ سکیں گے۔مسجد کا نقشہ تو وہی ہو گا جو عام طور پر مسجدوں کا ہوتا ہے مگر اس کی تعمیری مصالح میں انگلستان کی آب و ہوا کا خیال ضرور رکھا جائے گا۔مسٹر مبارک علی ایم اے اور مسٹر فتح محمد سیال ایم اے دو مشنری ہیں۔جو ساؤتھ فیلڈز میں تحریکِ احمدیت کے انچارج ہیں جس کے قریباً سو ممبر ہیں۔رمضان کے مہینہ کے بعد عیدالفطر کی نماز مسجد کے باغ میں ادا کی گئی۔مسلم اور غیر مسلم دونوں قسم کے لوگ مدعو تھے۔مشرقی قالین سبز گھاس پر نمازیوں کے لیے بچھائے گئے۔جن کا بیشتر حصہ ترکی ٹوپی یا پگڑی کے ساتھ یورپین لباس پہنے ہوئے تھا جس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک لحہ کے لیے مشرق کو قریب تر لے آیا ہے۔

مسٹر مبارک علی نے پہلے مختصر نماز پڑھائی۔آپ کے مقتدیوں میں ہندوستانی، ایرانی، عراقی، مصری، مغربی افریقی، مشرقی افریقی اور روسی مرد و عورت شامل تھے۔

بعد ازاں اخبار نے مزید لکھا کہ ’’یہ سلسلہ جو تمام دنیا میں پھیل رہا ہے یہاں اس کی ابتداء اور موجودہ نشو و نما کے متعلق کچھ بیان کرنا بے محل نہ ہو گا۔اس کے بانی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ تھے۔جن کی وفات 1908ء میں ہوئی۔سلسلہ کی ابتداء پنجاب میں شروع ہوئی۔جہاں احمد (علیہ السلام) نے اپنے چار لاکھ متبعین کے ساتھ جو کہ زیادہ تر ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔بغیر نمود و نمائش کے زندگی بسر کی۔آجکل اغلباً احمدیوں کی تعداد 5 لاکھ ہے۔جو تیزی کے ساتھ ترقی پذیر ہے۔احمد علیہ السلام کے خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب تھے۔جن کا انتقال 1914ء میں ہوا۔‘‘

مذکورہ اخبار اس مضمون میں حضرت مصلح موعودؓ کے متعلق لکھتا ہے ’’آجکل اس سلسلہ کے لیڈر اور امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلف مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔محبت اور صداقت کا یہ واعظِ اعظم جو کہ سلسلہ احمدیہ کا پیشرو ہے۔کس شکل و صورت کا ہے۔

یہ مذہبی اور معاشرتی مصلح بٹالہ (پنجاب سے) شمال مشرق کی جانب گیارہ میل کے قریب فاصلہ پر ایک چھوٹے سے خاموش قصبہ میں جو کہ چھوٹے سے گاؤں سے بوجہ سلسلہ کی ترقی کے بہت بڑھ گیا ہے، رہتا ہے۔قادیان کی سڑک ہمیشہ زائرین قادیان سے جو دنیا کے ہر کونے سے اظہارِ عقیدت اور حصولِ فیض کے لیے آتے ہیں، پُر رہتی ہے۔۔۔

سلسلہ کے امام کے متعلق یوں تصور کرو کہ وہ چٹائی کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر بیٹھا ہے۔صاف مگر سادہ لباس میں ملبوس ہے۔اس کا سر جھکا ہوا ہے۔اُس کی آنکھیں نیم وا ہیں۔وہ اپنا بزرگانہ سر اٹھاتا ہے اور تم ایک متبسم چہرے کو جس پر انوارِ نبوت ہویدا ہیں، دیکھتے ہو۔اُس کی آواز میں ہمدردی پائی جاتی ہے۔اُس کے اطوار نہایت متحملانہ ہیں اور وہ بہت عقلمند انسان ہے۔

یہ ہے اس سلسلہ کا امام جو سلسلہ کا انتظام اور اہتمام کرنے میں خاص امتیاز رکھتا ہے۔‘‘

آخر میں اس اخبار نے تحریر کیا کہ ’’تمام احمدی احمد (علیہ السلام) کی اس پیشگوئی پر پورا ایمان اور یقین رکھتے ہیں کہ آخر کار اسلام تمام اقطاعِ عالم میں پھیل جائے گا اور آخر کار حکمران مذہب ہو جائے گا۔‘‘

اخبار مذکور نے حضرت مصلح موعودؓ کی شخصیت کے متعلق جو ذکر کیا اس بارہ میں الفضل نے لکھا کہ ’’آپ کی شبیہِ مبارک اور حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ نہایت ہی دل آویز ہونے کے علاوہ حقیقت کے اس قدر مطابق ہے کہ اگر اس کو مدِنظر رکھ کر یورپ کا کوئی شخص حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی مجلس میں آ جائے تو بغیر کسی کے تعارف کرائے اور بغیر ایک لحہ کے توقف کے فوراً آپ کو پہچان لے گا۔ہم مضمون نگار کے اس کمال کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس نے غالباً حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے فوٹو سے اور آپ کے حالات سے جو ابھی تک انگریزی میں بہت کم شائع ہوئے ہیں ایسا صحیح اور

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر - غلام نبی - اسسٹنٹ - مہر محمد خان

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا کلام

درست نقشہ کھینچا ہے کہ گویا وہ حضور کے سامنے بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا اور اسے حضور کی مجلس میں بیٹھنے کا موقع حاصل ہو چکا ہے۔‘‘

الفضل مزید لکھتا ہے کہ ’’ممکن ہے کوئی شخص اس مضمون کے متعلق یہ خیال کرے کہ مضمون کسی احمدی نے ہی لکھ کر چھپوا دیا ہو گا لیکن دو تین باتیں اس مضمون میں ایسی پائی جاتی ہیں جو اس بدظنی کو دور کر دیتی ہیں اول تو یہ کہ اخبار نے مضمون نگار کو اپنا خاص قائمقام قرار دیا ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ یونہی کوئی مضمون بھیج دے اور اسے اخبار اپنا خاص قائمقام بنالے۔دوسرے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہی ذکر میں آپ کو مسیح موعود لکھا ہے جس کی اصلاح کی طرف مولوی مبارک علی صاحب نے اخبار مذکور کو توجہ دلائی اور ان کے خط کی بناء پر اس نے اصلاح کا اعلان کیا۔ایسی غلطی کسی احمدی کے مضمون میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔تیسرے یہ لکھا گیا ہے کہ ’’کہا جاتا ہے مغربی افریقہ سے سلسلہ احمدیہ لنڈن میں پہنچا‘‘ حالانکہ یہ درست نہیں۔ہمارا لنڈن مشن مغربی افریقہ کے مشن سے بہت پہلے کا قائم ہے۔‘‘

صفحہ نمبر 5 پر ’’بانی آریہ سماج کی جائے ولادت کی تلاش‘‘ کے عنوان سے ایک مختصر مضمون شائع ہوا ہے۔نیز اسی صفحہ پر ’’خواجہ صاحب کے علومِ اسلامیہ‘‘ کے عنوان سے ایک مختصر تبصرہ شائع ہوا ہے جو خواجہ کمال الدین صاحب کی ایک تحریر پر کیا گیا ہے جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ جرمنی میں تبلیغ کے لیے ’’اشاعتِ اسلام‘‘ کے الفاظ استعمال نہ کرنے چاہییں۔

صفحہ نمبر 6 پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی 5 اور 6 ستمبر 1922ء کی مصروفیات پر مشتمل ڈائری شائع ہوئی ہے۔جس میں آپ کے ارشاد فرمودہ ملفوظات شامل ہیں۔

صفحہ نمبر 7 پر ایک مختصر اعلان بعنوان ’’خانہ خدا کی بے حرمتی‘‘ شائع ہوا ہے۔اس اعلان کے تحت تحریر ہے کہ ’’مرزا محمد حسین صاحب ترگڑی ضلع گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں کہ تین چار ماہ سے مخالفین تنگ کر رہے ہیں۔احمدیوں نے جو اپنی مسجد بنائی ہوئی ہے۔اس میں عین خطبہ کے وقت فساد کیا اور اپنے گدھے باندھے اور کئی دن سے گدھے مسجد میں باندھ رہے ہیں۔مسلمان کہلانے والوں کی ان حرکات پر کوئی شریف انسان افسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔اس پر بھی ہم تو یہی کہیں گے کہ خدا ان لوگوں کو سمجھ دے۔‘‘

اس خبر کے متعلق اظہارِ افسوس کے علاوہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ

وقت بدلا ہے فقط ہیں سبھی حالات وہی
گرچہ انساں ہیں نئے خُو بُو عادات وہی

مذکورہ اخبار کے مفصل ملاحظہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19221002.pdf

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 17/ ستمبر 2022ء بروز ہفتہ۔ 12 بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم سید عبد الحفیظ رضوی صاحب ابن مکرم سید عبد المومن رضوی صاحب (ٹوٹنگ یوکے)

14/ ستمبر 2022ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے دادا حضرت مولوی سید محمد رضوی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعودؑ کے 313 صحابہ میں سے تھے جن کا نام حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات انجام آتھم اور آئینہ کمالات اسلام میں درج ہے۔ آپ کا تعلق کراچی سے تھا جہاں سے چند سال قبل ہجرت کر کے یوکے منتقل ہو گئے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے بہت گہری وابستگی کا تعلق تھا۔ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرمہ امۃ المجید صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری مرحوم مبلغ سلسلہ۔ ربوہ)

22/ اگست 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت مرحومہ کی دادی کے والد حضرت حکیم محمد بخش صاحب رضی اللہ عنہ آف بے ہالی متصل گورداسپور (انڈیا) صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے آئی۔ 1952ء میں آپ کی شادی محترم مولانا محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری سے ہوئی۔ جب تک آپ کے میاں بیرون ملک خدمت دین میں مصروف رہے۔ آپ نے اکیلے ہی بڑی ہمت اور حوصلے سے اپنے سب بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا۔ آپ کی قربانی کا تذکرہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطاب فرمودہ یکم اگست 1992ء بر موقع جلسہ سالانہ مستورات برطانیہ میں ان الفاظ میں فرمایا۔ ''امۃ المجید صاحبہ اہلیہ محمد صدیق صاحب گورداسپوری۔ یہ بھی خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ بیمار ہیں اور دعاؤں کی محتاج ہیں۔ میرا ان سے تعارف وقف جدید کی ڈسپنسری میں ہوا تھا۔ ان کے میاں امریکہ یا کہیں اور تبلیغ کے لئے گئے ہوئے تھے۔ بچے بیمار ہوتے تھے تو میرے پاس لے آیا کرتی تھیں۔ اب میں نے جب چھان بین کی ہے تو پتہ چلا ہے کہ 20 سال اپنے خاوند سے جدا رہی ہیں'' (اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد دوم صفحہ 275)۔ آپ ہمیشہ وقت پر نماز ادا کرنے کی کوشش کرتیں۔ روزانہ تلاوت قرآن کریم آپ کا معمول تھا۔ جس کے دوران بڑی گہرائی کے ساتھ قرآن کریم کے الفاظ کے معانی اور مختلف آیات کے بارے میں نوٹس بھی تیار کرتی تھیں۔ خلافت سے پیار اور خلیفہ وقت کی دعاؤں کی قبولیت پر یقین کامل تھا۔ اگر کوئی اپنی کسی مشکل کا اظہار کرتا تو اسے خلیفۂ وقت کو دعا کے لئے خط لکھنے کا کہتیں۔ رشتہ داروں سے حسن سلوک بھی آپ کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم محمد سعید خالد صاحب (مربی سلسلہ) امریکہ میں اور داماد مکرم مقصود احمد قمر صاحب (مربی سلسلہ) نظارت اشاعت ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2- مکرمہ امۃ اللطیف صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری مختار احمد صاحب (قادیان)

14/ جون 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم چوہدری غلام حسین صاحب درویش مرحوم قادیان کی بہو تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دین کی خدمت کرنے والی، صابرہ وشاکرہ مہمان نواز اور بہت سی خوبیوں کی مالک ایک نیک خاتون تھیں۔ چھوٹی عمر سے ہی لجنہ کا کام شروع کر دیا تھا اور سیکرٹری تجنید، سیکرٹری ناصرات، آفس سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ان کے خاوند کی جہاں بھی پوسٹنگ ہوتی وہاں لوگوں کو تبلیغ کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

3- مکرم سید وسیم احمد عجب شیر تماپوری صاحب ابن مکرم سید خلیل احمد صاحب (تماپور صوبہ کرناٹک۔ انڈیا)

2/ اگست 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم جامعہ احمدیہ قادیان سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد چند سال فیلڈ میں رہے اور پھر نظارت نشر و اشاعت میں لمبا عرصہ طباعت کا کام کرتے رہے۔ اسی طرح فضل عمر پریس، دفتر مجلس انصار اللہ بھارت اور نظامت تعمیرات میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم خوش مزاج، سادگی پسند، ملنسار اور دوسروں کی مدد کرنے والے ایک نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

4- مکرمہ بیگم رشیدہ احمد صاحبہ (سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ پوری صوبہ اڈیشہ۔ انڈیا)

9/ جون 2022ء کو 52 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ کے ایک پرانے احمدی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والی، غریب پرور، چندوں میں باقاعدہ اور صدقہ وخیرات کرنے والی، بہت سی خوبیوں کی حامل ایک نیک خاتون تھیں۔ غرباء اور یتامیٰ کی شادیوں پر زیورات تک تحفہ میں دیتی تھیں۔ تبلیغی کاموں میں بہت سرگرم تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

5- مکرم لقمان احمد ظفر صاحب ابن مکرم فضل الرحمٰن صاحب درویش مرحوم (قادیان)

20/ اگست 2022ء کو 56 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا حضرت میاں روشن دین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آئی۔ مرحوم صابر وشاکر، سادہ مزاج اور خاموش طبع انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

6- مکرمہ ناصرہ پروین صاحبہ (امریکہ)

19/ فروری 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ حضرت مولوی حکیم نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت منشی عبد الحق صاحب رضی اللہ عنہ کاتب کپورتھلہ کی نواسی تھیں۔ مرحومہ 2017ء میں اپنی تین بیٹیوں کے ساتھ ملائیشیا سے امریکہ منتقل ہوئی تھیں۔ باقاعدگی سے چندہ ادا کرتی تھیں اور دیگر مالی تحریکات میں بھی حسب توفیق حصہ لیتی تھیں۔ محدود ذرائع کے باوجود تحریک جدید اور وقف جدید میں آنحضرت ﷺ، امہات المومنین، حضرت مسیح موعودؑ، حضرت اماں جانؓ اور صحابہ کرام حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے بھی چندہ ادا کیا کرتی تھیں۔ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 10 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک نواسے عزیزم شارب احمد نے حال میں جامعہ احمدیہ جرمنی سے شاہد کی ڈگری حاصل کی ہے۔

7- مکرم سیٹھ بشیر احمد صاحب ابن مکرم سیٹھ خیر الدین صاحب (لکھنؤ صوبہ یوپی۔ انڈیا)

15/ مئی 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم ایک مخلص اور باوفا انسان تھے اور سلسلہ کے کاموں میں حسب توفیق حصہ لیتے تھے۔ آپ نے صدر جماعت کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرکزی نمائندگان کا بہت احترام کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 22/ستمبر 2022ء بروز جمعرات۔ 12 بجے دوپہر اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم شیخ علیم الدین صاحب ابن مکرم شیخ محمد دین صاحب (مورڈن۔یوکے)

13/ستمبر 2022ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق فیصل آباد سے تھا۔ آپ حضرت میاں محمد اکبر بٹالوی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے اور مکرم شیخ محمد نعیم الدین صاحب (سابق نائب امیر ضلع فیصل آباد) اور مکرم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب کے بھائی تھے صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، دعا گو، کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والے ایک متوکل علی اللہ انسان تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرمہ بشیراں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم خواجہ محمد طفیل صاحب مرحوم (جڑانوالہ)

30/جولائی 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحومہ پنجگانہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، خلافت اور نظام جماعت سے گہرا اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک فطرت خاتون تھیں۔ مہمان نوازی ان کا خاص وصف تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

2- مکرم قمر زمان ملک صاحب ابن مکرم ملک مبارک احمد صاحب (Ajax۔کینیڈا)

5/جون 2022ء کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت چوہدری سلطان علی صاحب زیلدار رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ ایک لمبا عرصہ سعودی عرب میں رہے۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ انتہائی محبت اور فدائیت کا تعلق تھا۔ اپنی نیک فطرت کی وجہ سے اپنوں اور غیروں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ غریب پرور تھے۔ کئی دوستوں اور عزیزوں کی کفالت کرتے رہے۔ مساجد کی تعمیر میں بھی حصہ لینے کی توفیق پائی۔

3- مکرم محمد زکریا صاحب (ملائیشیا)

27/جون 2022ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ملک نبی محمد صاحب آف گھوگھیاٹ کے پوتے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرنے والے ایک مخلص انسان تھے۔

4- مکرمہ بشیراں بی بی صاحبہ بنت مکرم نواب دین صاحب (بلوتولہ ضلع سیالکوٹ)

10/مئی 2022ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحومہ لمبا عرصہ لوکل صدر لجنہ رہیں۔ جماعتی کاموں کو ہمیشہ اوّلیت دیتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، مہمان نواز اور ایک سچی، باوفا اور مخلص خاتون تھیں۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔

5- مکرم بشیر احمد صاحب ابن مکرم نواب دین صاحب (بلوتولہ ضلع سیالکوٹ)

20/مئی 2022ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم نے قائد مجلس، زعیم انصار اللہ اور صدر جماعت کے طور پر لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ نماز باجماعت کے پابند تھے اور دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ مہمان نواز، سادہ اور سچے انسان تھے۔

6- مکرم مجید احمد قمر صاحب ابن مکرم ایم نذیر احمد صاحب (صابو بھڈیار ضلع سیالکوٹ)

29/جون 2022ء کو 66 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ اکثر لڑائی جھگڑوں میں صلح صفائی کرواتے تھے۔ حال ہی میں مقامی قبرستان کے لئے بھی اہم کردار ادا کیا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

رپورٹ: شاہد خان۔ نمائندہ الفضل

مسجد بیت الفتوح Kenge کی تقریب افتتاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کونگو کنشاسا کو ملک کے طول و عرض میں خانۂ خدا کی تعمیر کی توفیق مل رہی ہے۔ فَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

کونگو کنشاسا کے ریجن Kikwit میں واقع ایک شہر Kenge ہے جو کہ عین شاہراہ پر ہے اور دارالحکومت کنشاسا سے قریبا 200 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہ صوبہ Kwango کا صدر مقام بھی ہے۔ اس شہر میں وقتاً فوقتاً جماعتی تبلیغی سرگرمیاں ہوتی رہی ہیں اور 2017ء کے آخر میں یہاں مستقل طور پر ایک لوکل معلم مکرم عیسیٰ Museju صاحب کا تقرر کر دیا گیا۔ تقرری کے بعد مکرم معلم صاحب نے مقامی احمدیوں کے ساتھ مل کر گرد و نواح کے دیہات کے دورے شروع کیے اور دعوت الیٰ اللہ کے کام کو فعال کیا۔ اللہ کے فضل سے بہت سی سعید روحوں کو حلقہ بگوش اسلام احمدیت ہونے کی توفیق ملی۔ مارچ 2018ء میں اس شہر میں ایک پیس کانفرنس کا انعقاد بھی کیا گیا۔ اسی موقع پر مسجد اور مشن ہاؤس کے لیے زمین بھی خرید لی گئی۔

وبائی حالات کے پیش نظر مسجد کی تعمیر کا کام تاخیر کا شکار ہوتا رہا۔ تاہم ستمبر 2021ء میں مکرم خالد محمود شاہد صاحب امیر و مبلغ انچارج کونگو کنشاسا Kenge تشریف لائے اور مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کا انعقاد ہوا۔ مکرم عطاء القیوم صاحب ریجنل مشنری Kikwit ریجن نے اس مسجد کی تعمیر کے دوران پے در پے Kenge جماعت کے دورہ جات کیے اور خدام کو اس مسجد کی تعمیر میں وقار عمل کے ذریعہ شامل ہونے کے لیے کہا۔ چنانچہ Kenge شہر اور ملحقہ جماعتوں کے خدام نے بقیہ صفحہ 7 پر

ایک سبق آموز بات

موبائل فونز کے کثرتِ استعمال نے زندگی میں ایک اور تکلیف دہ چیز کا اضافہ کیا ہے جس کا بعض لوگوں کو احساس بھی نہیں جو وٹس ایپ کی وقت بے وقت کی لمبی کالز ہیں۔ بعض کہتے ہیں آپ کو آن لائن دیکھا تو فون کر لیا یہ نہیں دیکھا کہ وہ وقت مناسب بھی ہے یا نہیں۔ فون کرنے کے بھی آداب بالکل اسی طرح ہیں جیسے گھروں میں میل ملاقات کے آداب ہیں۔ جن اوقات میں دوسروں کے گھر جانا منع ہے اس وقت فون بھی نہیں کرنا چاہیئے۔

مرسلہ: سعدیہ طارق

فقہی کارنر

تعداد ازدواج برائیوں سے روکنے کا ذریعہ ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: (مخالفین اسلام) اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور مرد میدان معترض ہے جو ہم کو یہ دکھلا سکے کہ قرآن کہتا ہے کہ ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ ہاں یہ ایک سچی بات ہے اور بالکل طبعی امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آ جاتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے۔ مثلاً عورت اندھی ہوگئی ہے یا اور کسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اس قابل ہوگئی کہ خانہ داری کے امور سرانجام نہیں دے سکتی اور مرد از راہ ہمدردی یہ بھی نہیں چاہتا کہ اسے علیحدہ کرے یا رحم کی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو کر مرد کی طبعی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی تو ایسی صورت میں نکاح ثانی کی اجازت نہ ہو تو بتلاؤ کہ کیا اس سے بدکاری اور بد اخلاقی کو ترقی نہ ہو گی۔ پھر اگر کوئی مذہب یا شریعت کثرت ازواج کو روکتی ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بد اخلاقی کی مؤید ہے لیکن اسلام جو دنیا سے بد اخلاقی اور بدکاری کو دور کرنا چاہتا ہے، اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ ایسا ہی اولاد کے نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے پس مرگ خاندان میں بہت سے ہنگامے اور کشت و خون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں کر کے اولاد پیدا کرے بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دے دیتی ہیں، پس جس قدر غور کرو گے یہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئے گا، عیسائی کو تو حق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرے کیونکہ ان کے مسلمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں اور اگر وہ کہیں کہ وہ فاسق فاجر تھے، تو پھر ان کو اس بات کا جواب دینا مشکل ہو گا کہ ان کے الہام خدا کے الہام کیوں کر ہو سکتے ہیں؟ عیسائیوں میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو نبیوں کی شان میں ایسی گستاخیاں جائز نہیں رکھتے۔ علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کو بیان ہی نہیں کیا گیا۔ لنڈن کی عورتوں کا زور ایک باعث ہو گیا کہ دوسری عورت نہ کریں۔ پھر اس کے نتائج خود دیکھ لو لنڈن اور پیرس میں عفت اور تقویٰ کی کیسی قدر ہے۔

(الحکم 10 جنوری 1899ء صفحہ 8)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع و غروب آفتاب

یکم اکتوبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:56	18:09
مدینہ منورہ	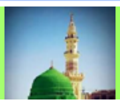	04:56	18:09
قادیان		05:01	18:14
ربوہ		04:41	17:54
اسلام آباد ٹلفورڈ	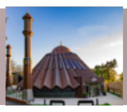	05:34	18:42